رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جسکو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

الحکم

ہفتہ وار

قادیان

دورِ جدید

The ALHAKAM QADIAN

چہ گویم باتو گرائی چہادر قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

بیا و بزم مستاں تا ببینی عالمے دیگر ÷ بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

چندہ سالانہ

حکومت و والیان ریاست سے	۸ار
امراء و رؤسا سے	صہ
معاونین سے	للعہ/
عوام سے	صمہ/
ممالک غیر سے	۱۲ شلنگ

مدینۃ المسیح

قادیان دار الامان سے ہر
انگریزی ماہ کی ۷ر ۱۴ر ۲۱ر
۲۸ر تاریخ کو شائع ہوتا ہے

مدیر اعلیٰ
شیخ یعقوب علی تراب
احمدی عرفانی

مدیر مسئول
شیخ محمود احمد عرفانی
مجاہد مصری

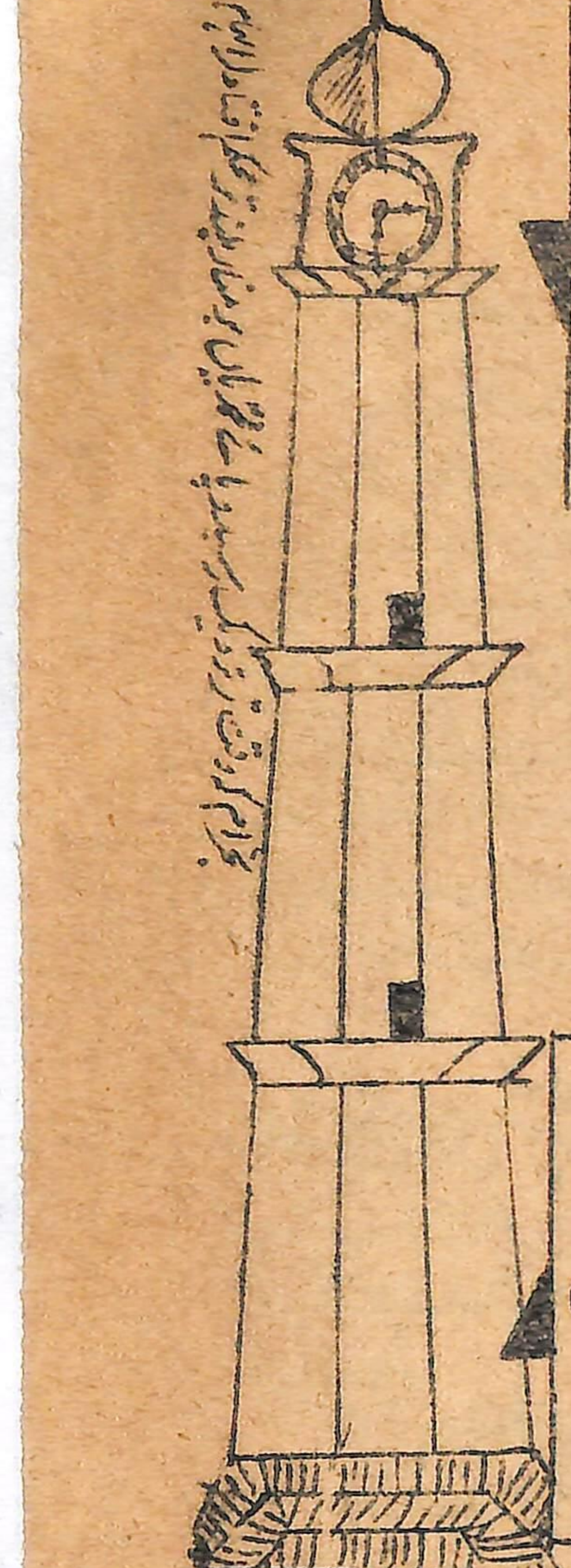

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد (الہام)

جلد ۳۹ ۱/۸ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۱/۲۸ جولائی ۱۹۳۶ء یوم سہ شنبہ نمبر ۲۰-۲۱

الحکم کے اجراء پر حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا اظہار مسرت بذریعہ مکتوب مبارک

مکرمی شیخصاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہ معلوم کرکے بے حد خوشی ہوئی کہ آپ الحکم کو جاری کرنے لگے ہیں۔ اللہ تعالیٰ برکت دے اور اس راہ کی تکمیل کے سامان پیدا کر دے۔ آمین ثم آمین

" الحکم " سلسلہ کا سب سے پہلا اخبار ہے۔ اور جو موقع خدمت کا اسے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آخری زمانہ میں اسے اور " بدر " کو ملا ہے وہ کروڑوں روپیہ خرچ کرکے بھی کسی اخبار کو نہیں مل سکتا۔

میں کہتا ہوں کہ الحکم ظاہری صورت میں زندہ رہے یا نہ رہے لیکن اس کا نام ہمیشہ کے لئے زندہ ہے۔ سلسلہ کا کوئی اہم بالشان کام اس کا ذکر کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ وہ تاریخ سلسلہ کا حامل ہے۔ لیکن دل یہی چاہتا ہے۔ کہ الحکم جس کا نام بتا رہا ہے کہ ابتدائے ایام کے افراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کیا درجہ سمجھتے تھے۔ اپنی ظاہری صورت میں بھی زندہ رہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کی نسل کو اس خدمت کی توفیق دے۔ اللھم آمین

(۱۷ر جنوری ۱۹۳۶ء) خاکسار: **مرزا محمود احمد** (خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز)

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپکر دفتر الحکم واقع تراب منزل قادیان سے شائع ہوا)

"الحکم" کے متعلق بزرگانِ ملت کی رائے

حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے

"الحکم" سلسلہ کا سب سے پہلا اخبار ہے اور اس کے دوبارہ جاری ہونے سے طبعاً ہر احمدی کے دل میں ایک خوشی کی لہر پیدا ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام "الحکم" اور "البدر" کو اپنے سلسلہ کے لیے دو بازو قرار دیا کرتے تھے۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ ان ہر دو اخباروں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں عظیم الشان خدمت انجام دی ہے۔ اب بھی اگر الحکم کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرۃ اور سوانح اور مکتوبات ضبط میں آ جائیں تو یہ ایک بہت بڑا کام ہوگا۔ اور میں آپ کی خدمت میں بطور مشورہ عرض کرونگا کہ اگر الحکم کے اس نئے دور میں مندرجہ بالا کام کے لئے ہی اخبار کو وقف رکھا جائے تو نامناسب نہ ہوگا۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ الحکم کے کالم دوسرے امور کے لئے بند ہوں۔ بلکہ غرض یہ ہے کہ زیادہ اور مخصوص توجہ مندرجہ بالا کام کی طرف رہے تو ان شاء اللہ بہت مفید رہے گا۔ بہر حال الحکم کے اس دور جدید نمبر کو دیکھ کر بہت خوشی ہے اللہ تعالیٰ اسے سلسلہ کے لئے اور جاری کرنے والوں کے لئے بابرکت کرے۔ آمین

:- مرزا بشیر احمد :-

حضرت مولوی شیر علی صاحب

بندہ احیائے الحکم پر آپ کو مبارکباد عرض کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کام میں آپ کا معاون اور مددگار ہو۔

الحکم جس عزت کا مستحق ہے اس کا صحیح اندازہ لگانا دشوار ہے۔ علاوہ اور بہت سی باتوں کے تین بڑے بڑے احسانات ہیں جو اس نے نہ صرف جماعت احمدیہ پر بلکہ تمام دنیا پر کئے ہیں:-

اول:- الحکم سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اخبار ہے۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقریریں اور کلمات طیبات۔ اور خدا تعالیٰ کی پر نور وحی چھپنی شروع ہوئی۔ زمانہ کی تاریکی کے وقت خدا کے فضل سے یہ اخبار بہتوں کی ہدایت کا موجب ہوا۔ اور جب تک دنیا قائم ہے۔ اس کا یہ فیض جاری رہے گا۔ اور ان شاء اللہ تعالیٰ آپکے درجات کی ترقی کا موجب ہوگا۔ جب آنے والی نسلیں ان کلمات طیبات کو پڑھیں گی جن میں نور اور ہدایت بھری ہوئی ہے۔ تو ان کی روحیں ان خوش قسمت ہاتھوں کے لئے دعا کریں گی جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاک کلمات کو قلمبند کیا۔ اور آنے والی نسلوں کیلئے اس آبحیات کو محفوظ کیا۔ پس آپ کو مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسے کار خیر کی توفیق عطا فرمائی جس کا مبارک سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کی ذریت پر بے انتہا رحمتیں اور فضل نازل فرمائے۔ آمین۔

دوسری بڑی خدمت جو اس اخبار کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سرانجام دینے کی توفیق بخشی وہ یہ ہے کہ آپ نے اس اخبار کے ذریعہ حضرت مسیح موعودؑ کے مبارک زمانہ کی مقدس تاریخ کو محفوظ کیا۔ اور آنے والے شائقین اور محققین کے لیے ایک بہت بڑا مسالہ جمع کیا۔

تیسری بڑی خدمت جو الحکم نے ادا کی ہے اور جس پر آپ جتنا فخر کریں تھوڑا ہے یہ ہے کہ ان امور میں جو بعد میں اختلاف کا موجب ہوئے۔ آپ نے ابتداء سے صحیح راستہ پر قدم مارا۔ اور لوگوں کو ان غلط راہوں سے متنبہ کیا جو بہتوں کے لیے ٹھوکر کا موجب ہونے والی تھیں۔ آپ نے اپنی قوت ایمانی اور مومنانہ فراست سے اس غلط قدم کو دیکھ لیا۔ جو جماعت احمدیہ میں بعض افراد اٹھانے والے تھے۔ باوجودیکہ وہ اسوقت جماعت میں ایک خاص عزت رکھتے تھے۔ آپ ان کی وجاہت سے خوفزدہ نہ ہوئے۔ اور ہمیشہ محض ہمدردی کی راہ سے کلمۃ الحق کہہ کر ان کو متنبہ کیا۔ اور جماعت کے لوگوں کو بیدار کیا تا کہ وہ ہوشیار ہو جائیں۔ اور غلط راہ اختیار کرنے سے بچیں۔ بعد کے واقعات نے ثابت کیا کہ جس راہ کو آپ نے اختیار کیا تھا اور جس پر آپ نے دوسروں کو چلانا چاہا وہی سلامتی اور امن کی راہ تھی۔ اور آپ اپنی رائے میں صائب تھے۔ کاش ٹھوکر کھانے والے آپ کی آواز کو حسن ظن سے دیکھتے اور اس کو ایک خیر خواہ کی آواز سمجھ کر اس پر توجہ کرتے۔

آخر میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے تمام مشکلات کو دور فرمائے۔ اور آپ کی ان خدمات کو قبولیت کا شرف بخشے اور آپ کو اور آپ کی ذریت کو ہمیشہ نیک راستہ پر قدم مارنے کی توفیق بخشے اور ہر ایک نیک ارادے میں آپ کو کامیابی عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

خاکسار شیر علی عفی عنہ از قادیان

حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

"الحکم" کا لفظ ان دنوں کی یاد تازہ کرا دیتا ہے جبکہ عاجز لاہور میں ملازم حکومت تھا۔ اور قادیان کی خبریں پانے کے واسطے پُر اضطراب قلوب کو تسکین دینے کو صرف ایک ہی اخبار الحکم تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ احمدی اپنی تعداد کی کمی کے سبب غیروں کی نگاہ میں کسی شمار میں نہ تھے مگر اپنے مستقبل کے شاندار نظاروں کو اپنی قوت ایمانی کی بصارت سے دیکھ رہے تھے یہ وہ زمانہ تھا جب خدا کا مسیح اپنے چند عشاق کے حلقہ میں مسجد مبارک کے چند فٹ مربع کے چھوٹے سے کمرے میں بیٹھ کر تقریر کرتا تھا اور حضرت عرفانی یا ان کا یہ خادم نامہ نگار اس تقریر کو اپنی نوٹ بک میں محفوظ کر لیتا تھا۔ اللہ اللہ کیا ہی مبارک دن تھے۔ آج کا سال اسوقت کی ایک گھڑی کی برابری نہیں کر سکتا جبکہ خدا کا نبی ہمارے درمیان موجود تھا۔ الحکم ان دنوں کی خدمتوں کی ایک یادگار ہے۔ اور اس کا ہمیشہ جاری اور زندہ رکھنا ہمارا قومی فرض ہے۔ (محمد صادق عفا اللہ عنہ)

الحاج مولوی عبد الرحیم صاحب نیّرؔ

جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت کا ابتدائی ایام میں شرف بخشا اور جن کے ذریعہ اس زمانہ میں جبکہ آسمان زمین کے قریب تھا خدائے آسمان نے نئی آسمانی بادشاہت میں کام لیا وہ بہت مبارک ہیں۔ ان کا وجود قابل قدر ان کی امداد موجب خوشنودی الٰہی ہے۔ ایسے ہر روز کم ہونے والے وجودوں میں سے ایک ہمارے شیخ یعقوب علی صاحب تراب احمدی عرفانی ایڈیٹر الحکم ہیں۔ مجھے وہ وقت یاد ہے جب اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ مسیح موعودؑ جسم عنصری کے ساتھ دنیا میں موجود تھا۔ اور ایک سیر صبح میں سینکڑوں کو سیر کراتے تھے اور دربار شام میں وابستگان دامن کو اپنے کلام فیض ترجمان سے مستفیض فرماتے تھے۔ اسوقت چلتے ہوئے مسیح موعودؑ کے آگے اور بیٹھے ہوئے حضرت کے سامنے جس شخص کا قلم ہر لفظ کو صفحہ قرطاس پر بڑی تیزی سے لا کر ضبط تحریر میں لاتا۔ اور یہ تمام زمانوں کے لئے ان بیش بہا خزان کو محفوظ کر لیتا۔ وہ حضرت شیخ صاحب تھے۔ اور جس صحیفہ کے ذریعہ اس کی اشاعت ہوتی وہ الحکم تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس کوشش میں برکت دے اور ان کو ہمت بخشے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کو کہ "الحکم عمدہ اور صحیح چھپے" پورا کر سکیں۔ اور استقلال کے ساتھ اس اخبار کو جنہیں حضور نے دو میں سے ایک بازو کے لقب سے عزت بخشی تھی پھر حرکت دیتے رہیں۔ اور جماعت کو توفیق بخشے کہ اللہ کے فرستادہ حکم و عدل کی یادگار الحکم کو وہ زندہ رکھ سکیں۔

(نیّرؔ)

شیخ عبد الحکیم صاحب دہلوی

"خدا اور اس کے انبیاء حقیقی زندگی کے مالک ہیں۔ آؤ ہم ان کی جاری کی ہوئی باتوں کو جاری رکھیں — وہ جاری رکھتے ہوئے ہم جہان سے گزر جائیں۔ پھر ہماری نسلیں انہیں جاری رکھیں۔ وہ بھی اسی طرح گذر جائیں۔ مجھے اس سے محروم نہ کرنا۔ ضرور روانہ کرنا۔

(شیخ عبد الحکیم)

احباب سے ایک درخواست

"الحکم" قدیم سرپرستوں کی خدمت میں جواب تک خدا کے فضل سے زندہ ہیں "الحکم" کا پرچہ ارسال ہے۔ اور مجھے ہر گونہ یقین ہے کہ وہ اس کی سرپرستی میں اپنی مسرت یقین کریں گے۔ لیکن اگر وہ کسی وجہ سے اس کے خریدار نہ رہنا چاہیں تو ازراہ کرم ...... واپسی ڈاک اطلاع دیں۔

ایسا ہی جن دوسرے احباب کی خدمت میں بغرض تحریک خریداری پرچہ بھیجا جائے۔ وہ اگر خریدار نہ ہونا چاہیں تو اطلاع دے کر ممنون فرمائیں۔ "الحکم" کے اس دور میں چاہتا ہوں کہ بقایا کا کوئی حساب نہ رہے۔

میں جذبات آفریں الفاظ میں کوئی اپیل نہیں کرتا۔ صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ الحکم کے احیاء و بقا کی تحریک میں حصہ لینا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بازو کو قائم رکھنے کے ثواب و سعادت سے بہرہ اندوز ہونا ہے۔

(عرفانی)

احباب اگر الحکم کا بقایا صاف کر دیں تو وہ
مشکلات کی بھنور سے نکل سکتا ہے

کیا قوم الحکم جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا داہنا بازو قرار دیا ہے
اس کی مدد کرنا تو درکنار کیا بقایا بھی صاف نہ کرے گی؟

میں پناہ مانگتا ہوں اس خیال سے مجھے امید ہے احباب جلد بقایا ادا
فرما کر دفتر کو شکریہ کا موقع دیں گے (ابراہیم عرفانی)

سیرت المہدی کا ایک ورق

عرفانی کبیر کے قلم سے

(۱)

حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام عام طور پر ہر اس شخص کے مسنون طریق پر دعا کردیا کرتے تھے جو دعا کے لئے عرض کرتا۔ لیکن دعاؤں کے لئے حقیقی جوش اس وقت ہوتا جب کسی خادم دین کو کسی تکلیف یا ابتلا میں مبتلا پاتے

حضرت مولوی عبدالقادر صاحب لودھانوی ایک نہایت ہی مخلص بزرگ تھے۔ باوجودیکہ وہ ایک بہت بڑے مولوی اور ان کا حلقۂ درس بہت مشہور اور وسیع تھا۔ لیکن حضرت اقدس کی صداقت آپ پر کھل گئی اور آپ نہایت عقیدت کے ساتھ آپ کے حلقۂ خدام میں داخل ہو گئے۔ انہیں تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ اور وہ جہاں جاتے تبلیغ کرتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے انہیں ان ایام سے محبت تھی جبکہ آپ نے ابھی کوئی دعویٰ نہ کیا تھا۔

غرض وہ سابقون الاولون میں سے ایک بزرگ تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے حضرت اقدس سے حضور ایک شخص کے متعلق عرض کیا کہ وہ ایک مقدمہ میں گرفتار ہے۔ حضور اس کی کامیابی کے لئے دعا فرمادیں۔

آپ نے فرمایا کہ "پہلے اس سے دریافت کرو کہ اس کا مقدمہ سچا ہے یا جھوٹا۔ ایسا نہ ہو کہ اس کا مقدمہ جھوٹا ہو اور میں دعا کر کے لاتکن للمجرمین .... کے حکم کے خلاف کروں"

مولوی عبدالقادر صاحب حضور کا یہ ارشاد سُن کر خاموش ہو گئے۔ اور انہیں پھر کچھ عرض کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔

اصل یہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے برگزیدہ بندوں کے قلوب صافیہ پر بعض اوقات حالات صحیحہ کا ایک پرتو پڑتا ہے۔ اور کبھی خدا تعالےٰ ان پر بعض حقائق کو کھول دیتا ہے۔ اسی قبل کا یہ واقعہ ہے لیکن میں جس چیز کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اس واقعہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے **مقام تقویٰ** اور ادب **عظمت الٰہیہ** کا پتہ لگتا ہے۔ آپ بارہا اداب دعا میں ان باتوں کا ذکر فرماتے اور ہمیشہ **قیام ادب** کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے

الطریقۃ کلہ ادب

ایک اور روایت جو اس واقعہ سے ظاہر ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ آپ کو جھوٹ سے کس قدر نفرت تھی۔ خدا تعالیٰ کے حضور آپ کسی ایسے شخص کی کامیابی کے لئے دعا کرنے کو آمادہ نہ تھے۔ جس کی بابت یہ معلوم نہ تھا۔ کہ وہ حق پر ہے یا نہیں۔ جو شخص تقویٰ کے اس قدر باریک امور کی رعایت رکھتا ہے وہ نعوذ باللہ خدا پر افترا کیسے کر سکتا ہے؟

(۲)

ایک مرتبہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے اپنے ابتدائی ایام میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ بعض اوقات دشمن سے مناظرہ کرتے وقت ایسے مواقع آجاتے ہیں۔ کہ مخالف ایک اعتراض کرتا ہے اسکا جواب نہیں آتا۔ لیکن مقابلہ میں ایسے رنگ میں جواب دیدیا جاتا ہے جس کو دل نہیں مانتا۔ اور وہ دفع الوقتی کا پہلو ہوتا ہے۔

آپ نے اس طریق مناظرہ کو پسند نہ فرمایا اور ارشاد فرمایا۔ کہ

یہ امر خلاف تقویٰ اور خلاف دیانت ہے کہ مخالف کو ایسی بات منوانے کی کوشش کی جائے جس پر خود یقین نہ ہو۔ مناظرہ میں تقویٰ کو ہاتھ سے دینا نہیں چاہیئے۔ خدا تعالےٰ کو یہ پسند نہیں کہ انسان دوسروں کو مغالطہ دے۔

حضرت حکیم الامتہ فرمایا کرتے کہ جن باتوں نے میرا ایمان حضرت صاحب پر قوی کیا ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ اور مجھ پر یہ حقیقت کھل گئی کہ یہ شخص وہی بات کہتا ہے جس پر اسے کامل یقین اور جس کی صحت پر وہ تجربہ کار کی طرح گواہ ہو۔

سچ یہی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسلام تکلف یا بناوٹ سے کوئی بات کہہ ہی نہیں سکتے تھے۔ خدا تعالےٰ نے آپ کو ایسی پاکیزہ فطرت اور معرفت اور یقین سے لبریز قلب عطا فرمایا تھا کہ جو بات اس سے نکلتی تھی وہ ایک صداقت ظاہرہ ہوتی تھی۔ اور آپ ہمیشہ فرمایا کرتے

سخن کز دل بروں آید نشیند لاجرم بر دل

(۳)

چکوال ضلع جہلم میں مولوی نور محمد خیاط اپنے علاقہ میں ایک مشہور مولوی تھے۔ خصوصیت سے وہ شیعہ فرقہ کے مسلمانوں سے مباحثات کیا کرتے تھے۔ کرم دین کے مقدمہ کے ایام میں مجھے چکوال جانا پڑا۔ اور ان سے ملاقات ہوئی۔ انہیں اپنے علم اور طریق مناظرہ پر بھی ایک ناز تھا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسلام پر جس چیز نے ان کے ایمان کو بہت مضبوط کیا وہ ایک واقعہ ہے جس کا ذکر انہوں نے ہمیشہ کیا۔ انہوں نے بیان کیا کہ جب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بیعت کے لئے حاضر ہوا تو اتفاق سے میری موجودگی کے ایام میں ایک شخص حضرت کی خدمت میں آیا۔ چونکہ اس زمانہ کے رسمی پیروں کے ہاں لوگ سجدے کرتے تھے وہ آتے ہی حضرت کے قدموں کی طرف جھکا۔ آپ نے اسے روک دیا اور منع فرمایا کہ ایسا نہیں چاہیئے اور پھر اسی سلسلہ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ میں تو شرک اور تعظیم غیر اللہ کو مٹانے کے لئے آیا ہوں۔ تاکہ خدا واحد کی عظمت کو قائم کروں اور ہر ایک قسم کے شرک سے لوگوں کو بچاؤں مجھے ہرگز پسند نہیں کہ میرے سامنے کوئی شخص اس قدر جھکے جو خدا تعالےٰ کے لئے مخصوص ہے۔ ہر ایک انسان خواہ کتنا ہی عظیم المرتبت ہو وہ آخر انسان ہی تو ہے۔

مولوی نور محمد صاحب فرمایا کرتے کہ اس تقریر نے میرے دل پر بہت ہی گہرا اثر کیا۔ اور مجھ پر آپ کی صداقت آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہو گئی۔ میں نے بیسیوں پیر اور مشائخ دیکھے تھے کہ ان کے مرید ان کو سجدہ کرتے تو وہ خوش ہوتے بلکہ تاکید کرتے اور مرید کے آداب میں اس امر کو داخل کرتے تھے اور کبھی انہوں نے اسے محسوس نہ کیا کہ یہ شرک کا ایک خطرناک رنگ ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام ایک لحظہ کے لئے بھی اس کو گوارا نہ فرمایا

یہ ایک ہی واقعہ نہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں بارہا اس قسم کے واقعات پیش آجاتے۔ اجنبی لوگ آتے جو مختلف پیروں اور مشائخ کے طریقوں سے واقف ہوتے اور انہیں یہ غلطی لگتی کہ یہاں بھی اس طریق ادب پر عمل ہوتا ہوگا۔ مگر حضرت خود ان کو روکتے اور ٹوکتے اور سمجھاتے۔ کہ

یہ طریق خدا کو پسند نہیں

حقیقت میں آپ کے قلب کے مظہر پر توحید اور **عظمت الٰہی** کا اس قدر غلبہ تھا۔ کہ آپ کسی ایسے فعل کو پسند ہی نہیں کرتے تھے جو خدا تعالےٰ کے لئے مخصوص ہو اور پھر وہ کسی اور کے لئے بھی روا رکھا جاوے

ولادت

برادرم مولوی سید محمد ہاشم صاحب بخاری ٹیچر ڈی۔ بی ہائی سکول ڈومیلی ضلع جہلم کو اللہ تعالےٰ نے دوسرا فرزند عطا فرمایا ہے احباب مولود کی درازی عمر اور خادم دین بننے کے لئے دعا فرماویں۔

(سید ریاض احمد شاہ از جہلم)

احرار کی "خدمات اسلامی"

معصوم بچے کی لاش کو قبرستان میں دفن کرنے سے روکدیا گیا

چودھویں صدی کے عظیم الخطر فتنوں میں سے فتنہ احرار اپنی نوعیت کے لحاظ سے غالباً وہی حیثیت رکھتا ہے۔ جس سے حضرت یعقوب کے زمانہ کے بھیڑیئے نے پناہ مانگی تھی۔ احراری مولویوں کی ٹولی نے مسلمانوں پر جو مظالم برپا کر رکھے ہیں اور جسطرح شریف مسلمانوں پر یہ طائفہ ناہنجار "گند اچھال رہا ہے وہ انہیں کا حصہ ہے۔ ان واقعات سے قطع نظر کرتے ہوئے کہ کسطرح سے یہ لوگ ایک بے پیندے کے لوٹے کی طرح کبھی کانگرس کے سایۂ عاطفت میں جگہ ڈھونڈتے ہیں اور کبھی سرکار کی چوکھٹ پر جبیں سائی کرتے نظر آتے ہیں۔ ہر ایک رنگ میں ان لوگوں کا وجود مسلمانوں کیلئے ایک وبال جان ہو رہا ہے۔ اسلام کے نام پر یہ لوگ ایسی انسانیت سوز حرکت کے مرتکب ہو رہے ہیں کہ جن کو سنکر غیروں کے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ بطور مثال ذیل کے واقعہ پر نظر ڈالکر دیکھئے۔ کس طرح سے یہ سنگدل لوگ اپنی اخلاق سوز کارروائیوں سے اسلام اور مسلمانوں کی بدنامی اور ذلت کا موجب ہو رہے ہیں۔

۱۰ رجولائی کی خبر ہے کہ "بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ایک احمدی مسلمان جو کسی اور جگہ کا رہنے والا تھا۔ اپنے ایک خرد سالہ لڑکے کو ساتھ لیکر امرتسر میں اپنے کسی عزیز کو ملنے آیا تھا۔ اس کا لڑکا امرتسر پہنچکر یک لخت جاں بحق ہو گیا۔ احمدی مسلمان لڑکے کی میت گود میں لئے امرتسر کے تمام قبرستانوں میں پھرتا رہا۔ مگر کسی قبرستان میں بھی اسے لڑکے کی تدفین کی اجازت نہ دی گئی۔ اس پر لڑکے کے باپ نے پولیس سے استمداد کی۔ چنانچہ پولیس نے آدھی رات کے وقت بلاک سنگھ کے قبرستان میں لڑکے کو دفن کرا دیا۔ جہاں چھوٹے بچوں کو مذہب اور عقیدہ کی تشخیص کے بغیر دفن کیا جاتا ہے۔ عام مسلمانوں نے اس اطلاع کے پاتے ہی قبرستان میں جمع ہونا شروع کر دیا۔ چنانچہ احراری لیڈر بھی احراری جتھوں کے ساتھ موقع پر پہنچ گئے۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس نے حقیقت سے آگاہ ہو کر پولیس کا خاطر خواہ انتظام کر دیا۔ اور قبرستان مذکور کے اردگرد پہرہ کھڑا کر دیا۔ اسی اثنا میں ڈپٹی کمشنر اور سپرنٹنڈنٹ پولیس نے قبر کو اپنے چارج میں لے لیا۔ اس کے بعد ڈپٹی کمشنر نے عوام الناس کو منتشر ہونے کے لئے کہا۔ مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ اس پر پولیس نے معمولی لاٹھی چارج بھی کیا۔ جس کی وجہ سے لوگ منتشر ہو گئے۔ مسٹر عبد الحمید بٹ مقامی احراری لیڈر کو زیر دفعہ ۲۹۷ مردہ کی توہین کرنے کے الزام کے ماتحت گرفتار کر لیا گیا ہے"۔ (انقلاب ۱۲ رجولائی)

یہ پہلا واقعہ نہیں اسی قسم کے کئی اور واقعات اس سے پیشتر رونما ہو چکے ہیں۔ تھوڑے عرصہ کا واقعہ ہے کہ بمبئی میں ایک بچے کی نعش کو دفن کرنے سے روکدیا گیا جس پر پولیس اور حکام کو خاص انتظامات کرنے پڑے۔ پھر "جنوبی ہند سے ایک ہولناک اطلاع موصول ہوئی۔ کہ کسی مقام پر ایک قادیانی خاتون کا انتقال ہو گیا جس کی میت اسلامی قبرستان میں دفن کر دی گئی۔ بعض احراریوں کو معلوم ہوا تو ان بدبختوں نے راتوں رات عفیفہ مرحومہ کی نعش اکھاڑ کر اس کے مکان کے دروازے کے سامنے لاکر کھڑی کر دی"۔ (انقلاب ۱۷ رجولائی)

یہ ہیں احراری مولویوں کے کارنامے۔ کیا اسلام اسی کا نام ہے؟ کیا ان لوگوں کو اس اسلام اور مسلمانی کا دعویٰ کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو موتیٰ کو نیکی سے یاد کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ لیکن چودھویں صدی کے یہ احراری مولوی مُردوں کی لاشوں کو اٹھا کر ان کی بےحرمتی کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔ حدیث میں تو بچوں کو فطرت اللہ پر پیدا ہونے کا ارشاد ہے۔ اور نبی کریم صلعم نے مشرکوں اور کفار کے بچوں کو بھی جنت کا وارث قرار دیا ہے۔ لیکن آج چودھویں صدی کے احراری مولویوں کا نمونہ یہ ہے۔ کہ جماعت احمدیہ جیسے حقیقی مسلمانوں اور خدام اسلام کے نابالغ بچوں کے اسلامی قبرستان میں دفن ہونے سے ان کا دین و ایمان باقی نہیں رہتا۔ اور وہ ان جنتی معصوموں کی لاشوں کی بےحرمتی سے باز نہیں رہ سکتے۔ کیوں نہ ہو

ستوں چشم بد دور ہیں آپ دیں کے
نمونہ ہیں خلق رسول امیں کے

بخاری شریف میں آتا ہے۔ کہ حضور صلعم جنازہ دیکھکر کھڑے ہو جاتے۔ یہاں تک کہ جنازہ کو نیچے رکھا جاتا پس (ایک دن) کسی یہودی کے (مرنے کی) خبر آئی تو حضورؐ نے فرمایا کہ اس کے لئے بھی ایسا کریں گے۔ (یعنی اس کا جنازہ گزرنے پر بھی کھڑے ہونگے)۔ صرف یہی نہیں بلکہ ایک دفعہ جنازہ گزرا تو حضورؐ کھڑے ہو گئے۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ یہ یہودی کا جنازہ ہے تو آپؐ نے فرمایا۔ **الیست نفساً**۔ کیا وہ انسان نہیں؟

ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم تو جنازہ کی اس قدر تعظیم فرماویں۔ لیکن آج احرار جنہیں اپنے آپ کو مسلمان کہتے شرم نہیں آتی۔ معصوم بچوں اور عورتوں کی نعشوں کی یوں بےحرمتی کرتے ہیں اور پھر ان واقعات کو فخریہ لکھتے ہیں۔ اور اسے خدمت اسلام کے نام سے پکارتے ہیں۔

یہ ظلم ان لوگوں پر روا رکھا جا رہا ہے۔ کہ جو کلمہ پڑھتے ہیں۔ توحید کے قائل ہیں۔ حضرت نبی کریم کو رسول برحق مانتے ہیں۔ قرآن مجید پر عمل کرتے ہیں۔ شاید اگر کسی غیر مسلم کے قبرستان میں کسی مسلم کی لاش دفن کر دی جائے تو وہ اس کی حرمت کریگا۔ لیکن یہ بدبخت قوم ملک سے اپنے آپ کو اسلام کی واحد اجارہ دار سمجھے بیٹھی ہے لیکن اعمال ان کے کفار سے بھی بدتر ہیں۔ یہ انسانی جامہ میں درندے ہیں یا بھیڑیے ہیں۔ اور بالکل لگڑ بگڑ (بجو) کی طرح راتوں رات قبریں کھود کر نعشوں کو باہر نکالتے پھرتے ہیں۔

"قادیانی منافق ہیں"! یہ الزام ہے جو جماعت احمدیہ پر لگایا جاتا ہے۔ قطع نظر اس بات کے کہ یہ کہاں تک صحیح ہے۔ کیا ان لوگوں کو یہ معلوم ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم نے رئیس المنافقین عبد اللہ ابن ابی کا جنازہ خود پڑھایا۔ اس کے کفن کے لئے اپنی قمیص مبارک عطا فرمائی۔ اور اس کی مغفرت کیلئے ستر سے زیادہ بار دعا مانگی۔

ہم مسلمان بھائیوں سے اپیل کرتے ہیں۔ کہ وہ ٹھنڈے دل سے ان واقعات پر غور کریں۔ اور دیکھیں کہ احرار کا یہ فعل اسلام کی تعلیم اور سنت نبوی کے مطابق ہے؟ کیا ان کے افعال اسلام کو شرمندہ کرنے والے نہیں؟ اگر ہیں تو آپ کا فرض ہے کہ وہ ایسے لوگوں سے وہ سلوک کریں جس سے اسلام اور سنت نبوی محفوظ رہ سکے۔ اور خلق محمدی پر حرف نہ آئے۔ سب سے بڑھ کر مسلم پریس کا فرض ہے۔ کہ وہ ایسے ذلیل افعال کی مذمت کرے کہ.... جو اسلام اور مسلمانوں پر ایک نہایت ناپاک داغ لگانے کا موجب ہیں"۔ (پیغام صلح ۲۳ رجولائی ۱۹۳۶ء)

وصایا

نمبر ۵۲۲۳۔ منکہ سید عنایت حسین شاہ ولد سید امام شاہ صاحب قوم سید بخاری۔ پیشہ ملازمت عمر ۳۵ سال تاریخ بیعت جون ۱۹۲۹ء۔ ساکن چک ۲۸۳ ڈاکخانہ خاص تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ ضلع لائل پور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر اکراہ آج بتاریخ ۹/۱/۳۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد بمعہ پراویڈنٹ فنڈ ماہوار مبلغ ۲۵/۰ ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کے بعد میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان ہوگی۔

العبد: سید عنایت حسین شاہ بقلم خود۔
گواہ شد: محمد الدین سکرٹری انجمن احمدیہ موضع چھور چک ۱۱۷ ضلع شیخوپورہ * گواہ شد: غلام فرید بقلم خود ساکن گوکھووال۔ ضلع لائل پور۔

نمبر ۵۳۲۸۔ منکہ چوہدری عصمت اللہ ولد چوہدری فضل احمد صاحب قوم جٹ پیشہ وکالت عمر تیس سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن بہلول پور چک ۱۲۷ ڈاکخانہ خاص تحصیل و ضلع لائل پور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷ ؍ دسمبر سنہ ۳۰ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد تخمیناً سو روپیہ ماہوار ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کے بعد میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد: عصمت اللہ خان وکیل لائل پور۔
گواہ شد: محمد شریف وکیل منٹگمری حال وارد جلسہ قادیان
گواہ شد: عاجز محمد ابراہیم سکرٹری وصایا حال وارد قادیان دارالامان۔

نمبر ۵۴۳۸۔ منکہ امام الدین ولد عمر دین صاحب مرحوم قوم کھوکھر پیشہ ملازمت عمر ۵۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۴ء ساکن قادیان دارالبرکات ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷/۵/۳۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میں بفضل خدا اپنی موجودہ جائیداد کی حسب ذیل وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میرا ایک مکان سات لڑکوں میں مشترک ہے۔ اس میں سے ۶۲۵/۰ روپے اپنے حصہ کی قیمت ہوتی ہے۔ جو شہر گوجرانوالہ محلہ گوبند گڑھ متصل اسلامیہ ہائی سکول ہے۔ دوسرا ایک مکان جدی موضع ترگڑی میں ہے۔ اس میں میرے حصہ کی قیمت ۳۷/۰ روپے بنتی ہے خانگی سامان کی قیمت اندازاً ۲۰۰/۰ روپے ہے۔ ایک مکان رہائشی محلہ دارالبرکات قادیان میں قیمت ۱۰۰۰/۰ روپیہ کا جو مشترکہ نہیں ہے۔ کل میزان ۱۸۶۲/۰ روپے ہوتی ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ جو رقم حصہ وصیت سے اپنی زندگی میں ادا کر کے رسید حاصل کر لوں وہ وصیت سے منہا کی جائیگی۔ اگر اس سے زائد میری جائیداد یا آمدن بڑھ جاوے تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتا رہونگا۔ چند حروف بطور رسید تحریر کر دیئے گئے ہیں۔ اس وقت میری پنشن آٹھ روپے ماہوار ہے۔ العبد: مستری امام دین بقلم خود ۱۷/۵ گواہ شد: مرزا محمد حسین [illegible] محلہ دار الرحمت قادیان۔ گواہ شد: محمد اسمٰعیل صدر محلہ دار البرکات ۱۷/۵/۳۶ +

ذکرِ حبیب کم نہیں وصلِ حبیب سے

کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

آج کل کا فقر اور فقراء

۲۵ر جولائی ۱۹۰۷ء۔ فرمایا۔ میں تعجب کرتا ہوں۔ کہ آج کل بہت لوگ فقیر بنتے ہیں۔ مگر سوائے نفس پرستی کے اور کوئی غرض اپنے اندر نہیں رکھتے اصل دین سے بالکل الگ ہیں۔ جیسے دنیا کے پیچھے عوام لگے ہوئے ہیں۔ اسی دنیا کے پیچھے وہ بھی خراب ہو رہے ہیں۔ توجہ اور دم کشی اور منتر جنتر اور وغیرہ ایسے امور کو اپنی عبادت میں شامل کرتے ہیں۔ جن کا عبادت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ صرف دنیا پرستی کی باتیں ہیں۔ اور ہندو کافر اور ایک مشرک عیسائی بھی ان ریاضتوں اور ان کی مشق میں ان کے ساتھ شامل ہو سکتا ہے۔ بلکہ ان سے بڑھ سکتا ہے۔ اصل فقر تو وہ ہے جو دنیا کے اغراض فاسدہ سے بالکل الگ ہو جائے۔ اور اپنے واسطے ایک تلخ زندگی قبول کرے۔ تب اس کو حالت عرفان حاصل ہوتی ہے۔ اور ایک قوت ایمانی کو پاتا ہے۔ آجکل کے پیرزادے اور سجادہ نشین نماز جو اعلیٰ عبادت ہے۔ اس کی یا تو پرواہ نہیں کرتے یا ایسی طرح جلدی جلدی ادا کرتے ہیں۔ جیسے کہ کوئی بیگار کاٹنی ہوتی ہے۔ اور اپنے اوقات کو خود تراشیدہ عبادتوں میں لگاتے ہیں۔ جو خدا اور رسول کے نہیں۔ فرمایا۔ ایک ذکر آرہ بنایا ہوا ہے۔ جس سے انسان کے پھیپھڑے کو سخت نقصان پہنچتا ہے۔ بعض آدمی ایسی مشقتوں سے دیوانے ہو جاتے ہیں۔ اور بعض تو مر ہی جاتے ہیں۔ جو دیوانے ہو جاتے ہیں انکو جاہل لوگ ولی سمجھنے لگتے ہیں۔ خدا تعالے نے اپنی رضامندی کی جو راہیں خود ہی مقرر فرما دی ہیں۔ وہ کچھ کم نہیں۔ خدا تعالے ان باتوں سے راضی ہوتا ہے کہ انسان عفت اور پرہیزگاری اختیار کرے۔ صدق وصفا کے ساتھ اپنے خدا کی طرف جھکے۔ دنیوی کدورتوں سے الگ ہو کر تبتل الی اللہ اختیار کرے۔ خدا تعالے کو سب چیزوں پر اختیار ہے۔ خشوع کے ساتھ نماز ادا کرے۔ نماز انسان کو منزہ بنا دیتی ہے۔ نماز کے علاوہ اٹھتے بیٹھتے اپنا دھیان خدا کی طرف رکھے۔ یہی اصل مدعا ہے۔ جس کو قرآن شریف میں اللہ تعالے نے اپنے بندوں کی تعریف میں فرمایا ہے۔ کہ وہ اٹھتے بیٹھتے خدا تعالے کا ذکر کرتے ہیں۔ اور اس کی قدرتوں میں فکر کرتے ہیں۔ ذکر اور فکر ہر دو عبادت میں شامل ہیں۔ فکر کے ساتھ شکر گزاری کا مادہ بڑھتا ہے۔ انسان سوچے اور غور کرے کہ زمین اور آسمان ہوا اور بادل سورج اور چاند ستارے اور سیارے سب انسان کے فائدے کے واسطے خدا تعالے نے بنائے ہیں ذکر معرفت کو بڑھاتا ہے۔ غرض ہر وقت خدا کی یاد میں اس کے نیک بندے مصروف رہتے ہیں اسی پر کسی نے کہا ہے۔ کہ جو دم غافل سو دم کافر آج کل کے لوگوں میں صبر نہیں جو اس طرف جھکتے ہیں وہ بھی ایسے مستعجل ہوتے ہیں۔ کہ چاہتے ہیں۔ کہ پھونک مار کر سب کچھ بنا دیا جائے۔ اور قرآن شریف کی طرف دھیان نہیں کرتے۔ کہ اس میں لکھا ہے کہ کوشش اور محنت کرنے والوں کو ہدایت کا راستہ ملتا ہے۔ خدا تعالے کے ساتھ تمام تعلق مجاہدہ پر موقوف ہے۔ جب انسان پوری توجہ کے ساتھ دعا میں مصروف ہوتا ہے تو اس کے دل میں رقت پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ آستانہ الٰہی پر آگے سے آگے بڑھتا ہے۔ تب وہ فرشتوں کے ساتھ مصافحہ کرتا ہے ہمارے فقراء نے بہت سی بدعتیں اپنے اندر پیدا کر لی ہیں۔ بعض نے ہندوؤں کے منتر بھی یاد کیے ہوئے ہیں۔ اور ان کو بھی مقدس خیال کیا جاتا ہے۔ ہمارے بھائی صاحب کو ورزش کا شوق تھا۔ ان کے پاس ایک پہلوان آیا تھا جاتے ہوئے اس نے ہمارے بھائی صاحب کو الگ لے جا کر کہا کہ میں ایک عجیب تحفہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جو بہت ہی قیمتی ہے یہ کہہ کر اس نے ایک منتر پڑھکر ان کو سنایا اور کہا کہ یہ منتر ایسا پُرتاثیر ہے کہ اگر ایک دفعہ صبح کے وقت اس کو پڑھ لیا جائے تو پھر سارا دن نہ نماز کی ضرورت باقی رہتی ہے اور نہ وضو کی ضرورت۔ ایسے لوگ خدا تعالیٰ کے کلام کی ہتک کرتے ہیں۔ وہ پاک کلام جس میں ہدیً للمتقین کا وعدہ دیا گیا ہے خود اسی کو چھوڑ کر دوسری طرف بھٹکتے پھرتے ہیں۔ انسان کے ایمان میں ترقی تب ہی ہو سکتی ہے کہ وہ خدا تعالے کے فرمودہ پر چلے۔ اور خدا پر اپنے توکل کو قائم کرے۔ ایک دفعہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بلالؓ کو دیکھا کہ وہ کھجوریں جمع کرتا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ کس لیے ایسا کرتا ہے۔ اس نے کہا کہ کل کے لیے جمع کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تو کل کے خدا پر ایمان نہیں رکھتا۔ لیکن یہ بات صرف بلالؓ کو فرمائی ہر کسی کو نہیں فرمائی۔ اور ہر ایک کو وعظ نصیحت اس کی برداشت کے مطابق کیا جاتا ہے۔

نصیحت

ایک شخص نے عرض کی کہ میں پہلے فقراء کے پاس پھرتا رہا۔ اور کئی طرح کی مشکل ریاضتیں انہوں نے مجھ سے کرائیں۔ اب میں نے آپ کی بیعت کی ہے تو مجھے کیا کرنا چاہئے فرمایا نئے سرے سے قرآن شریف کو پڑھو اور اس کے معانی پر غور کرو۔ نماز کو دل لگا کر پڑھو۔ اور احکام شریعت پر عمل کرو۔ انسان کا کام یہی ہے۔ آگے پھر خدا کے کام شروع ہوتے ہیں۔ جو شخص عاجزی سے خدا تعالے کی رضا کو طلب کرتا ہے خدا اس پر راضی ہوتا ہے۔

اختلاف فقہاء

فرمایا آج کل کے علماء کے درمیان باہم مسائل کے معاملہ میں اس قدر اختلاف ہے کہ ہر ایک مسئلہ کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ اس میں اختلاف ہے۔ جیسا کہ لاہور میں ایک طبیب غلام دستگیر نام تھا وہ کہا کرتا تھا۔ کہ مریض اور ان کے لواحقین کی اس ملک میں رسم ہے کہ وہ طبیب سے پوچھا کرتے ہیں کہ یہ غذا گرم ہے یا سرد۔ تو میں نے اس کے جواب میں ایک بات رکھی ہوئی ہے۔ میں کہہ دیا کرتا ہوں کہ اختلاف ہے۔ اور اول تو اس اختلاف کے سبب کئی فرقے ہیں۔ پھر مثلاً ایک فرقہ حنفیوں کا ہے۔ ان میں سے آپس میں اختلاف ہے۔ پھر خود امام ابو حنیفہ کے اقوال میں اختلاف ہے۔

آج کل کے پیروں کے مرید

فرمایا آجکل کے پیر اکثر فاحشہ عورتوں کو مرید بناتے ہیں۔ بعض ہندوؤں کے پیر ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ اپنی بدکاریوں پر اور اپنے کفر پر برابر قائم رہتے ہیں۔ صرف پیر کو چندہ دے کر وہ مرید بن سکتے ہیں اعمال خواہ کیسے ہی ہوں اس میں کوئی حرج نہیں سمجھا جاتا۔ اگر ایسا کرنا جائز ہوتا تو آنحضرت ابو جہل کو بھی مرید بنا سکتے تھے۔ وہ اپنے بتوں کی پرستش بھی کرتا رہتا۔ اور اس قدر لڑائی جھگڑے کی ضرورت نہ پڑتی۔ مگر یہ باتیں بالکل گناہ ہیں۔

آخری مرحلہ

۱۲ر جولائی ۱۹۰۷ء۔ ڈاکٹر عبد الحکیم نے حضرت کے متعلق جو الہام شائع کیا ہے اس کا ذکر تھا۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ آخری مرحلہ ہے اللہ تعالے نے اب آخری فیصلہ کی تقریب

پیدا کر دی ہے۔ براہین احمدیہ کے آخر میں وحی الٰہی درج ہے۔ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا۔ وہ یہی فتح ہے۔ اس پر اللہ تعالےٰ ایسے امور ظاہر کریگا۔ کہ لوگ سمجھ لیں گے کہ اب آخری فیصلہ ہے

ایک دوست نے عرض کی ہے کہ حضور کا ایک پرانا الہام ہے۔

لَا تَنْقَطِعُ الْاَعْدَاءُ اِلَّا بِمَوْتِ اَحَدٍ مِّنْهُمْ

ترجمہ:۔ دشمن نہیں منقطع ہونگے مگر ان میں سے ایک کی موت کے ساتھ۔ فرمایا ہاں یہ پرانا الہام ہے۔ ہمیں اس وقت یاد نہیں کہ یہ الہام کہیں چھپ چکا ہے یا نہیں۔ فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی بہت سے جھوٹے نبی پیدا ہوئے تھے۔ مگر جھوٹا ہمیشہ بعد میں پیدا ہوتا ہے۔ سچا پہلے ظاہر ہوتا ہے۔ تو پھر اس کی ریس کر کے جھوٹے بھی نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ ہمارے دعوے سے پہلے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کسی نے اس طرح خدا تعالےٰ سے الہام پاکر مسیح ہونے کا دعوٰی کیا ہو۔ مگر ہمارے دعوے کے بعد چراغدین اور عبدالحکیم اور کئی ایک دوسرے ایسے پیدا ہو گئے ہیں۔

جلد باز نکتہ چین

حضرت کی خدمت میں ایک خط پیش ہوا۔ کہ میں کسی جگہ گیا تھا اور میں نے آپ کی جماعت کے آدمیوں کو نماز بروقت پابندی میں اور باہمی اخوت کے شرائط کے پورا کرنے میں قاصر پایا۔

فرمایا:۔ اصلاح ہمیشہ رفتہ رفتہ ہوتی ہے۔ بعض مستعجل لوگ ہیں جو نکتہ چینی میں جلدی کرتے ہیں۔ اخلاص اور ثبات قدم خدا تعالےٰ کا ایک فضل ہے۔ بہت لوگ ایسے ہیں جنہوں نے داخلہ کے فضل کی توفیق پائی اور اثبات قدم اور اخلاص کی توفیق کے حاصل کرنے کے واسطے ہنوز وہ منتظر ہیں۔ ہر ایک شخص کو چاہیئے کہ وہ اپنی حالت کو دیکھے۔ کیا وہ جس دن اس سلسلہ میں داخل ہوا۔ اس دن اس کی حالت وہ تھی جو آج اس کی ہے۔ ہر ایک آدمی رفتہ رفتہ ترقی کرتا ہے۔ اور کمزوریاں آہستہ آہستہ دور ہو جاتی ہیں۔ گھبرانا نہیں چاہیئے۔ اور اصلاح کے واسطے کوشش کرنی چاہیئے اپنے بھائی کو حقارت سے نہ دیکھو بلکہ اس کے واسطے دعا کرو۔ اور اس کے ساتھ لڑائی نہ کرو۔ بلکہ اس کی اصلاح کی فکر کرو۔

موت کو یاد رکھو

ایک شخص نے عرض کی کہ مجھے نماز میں لذت نہیں آتی۔

فرمایا:۔ کہ موت کو یاد رکھو یہی سب سے عمدہ نسخہ ہے۔ دنیا میں انسان جو گناہ کرتا ہے اس کی اصل جڑ یہی ہے۔ کہ اس نے موت کو بھلا دیا ہے۔ جو شخص موت کو یاد رکھتا ہے وہ دنیا کی باتوں میں تسلی نہیں پاتا۔ لیکن جو شخص موت کو بھلا دیتا ہے اس اس کا دل سخت ہو جاتا ہے۔ وہ لمبی لمبی امیدوں کے منصوبے اپنے دل میں باندھتا ہے۔ دیکھنا چاہیئے کہ جب کشتی میں کوئی بیٹھا ہو اور کشتی غرق ہونے لگے تو اس وقت دل کی کیا حالت ہوتی ہے۔ کیا ایسے وقت میں انسان گناہ گاری کے خیالات دل میں لا سکتا ہے۔ ایسا ہی زلزلہ اور طاعون کے وقت میں چونکہ موت سامنے آ جاتی ہے اس لیے گناہ نہیں کر سکتا۔ اور وہ بدی کی طرف اپنے خیالات کو دوڑا سکتا ہے۔ پس اپنی موت کو یاد رکھو۔

سلام

ایک دوست نے عرض کی کہ مخالفین نے ہم کو سلام کہنا چھوڑ دیا ہے۔

فرمایا:۔ تم نے ان کے سلام سے کیا حاصل کر لینا ہے۔ سلام تو وہ ہے جو خدا کی طرف سے ہو۔ خدا کا سلام وہ ہے جس نے حضرت ابراہیم کو آگ سے سلامت رکھا۔ جس کو خدا کی طرف سے سلام نہ ہو بندے اس پر ہزار سلام کریں اس کے لیے کسی کام نہیں آ سکتے۔ قرآن شریف میں آیا ہے۔

سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ

ایک دفعہ ہم کو کثرت پیشاب کے باعث بہت تکلیف تھی۔ ہم نے دعا کی۔ الہام ہوا "السلام علیکم"۔ اسی وقت تمام بیماری جاتی رہی سلام وہی ہے جو خدا تعالےٰ کی طرف سے ہو باقی سب رسمی سلام ہیں۔

چکڑالوی لوگ غور کریں

ایک شخص نے حضرت کی خدمت میں ایک فقہی مسئلہ پیش کر کے درخواست کی کہ اس کا جواب صرف قرآن شریف سے دیا جائے۔

حضرت نے فرمایا:۔ کہ متقی کے واسطے مناسب ہے کہ اس قسم کا خیال دل میں نہ لاوے کہ حدیث کوئی چیز نہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو عمل تھا وہ گویا قرآن کے مطابق نہ تھا۔ آج کل کے زمانہ میں مرتد ہونے کے قریب جو خیالات پھیلے ہوئے ہیں ان میں سے ایک خیال حدیث شریف کی تحقیر کا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام کاروبار قرآن شریف کے ماتحت تھے۔ اگر قرآن شریف کے واسطے معلم کی ضرورت نہ ہوتی تو قرآن رسول پر کیوں اترتا۔ یہ لوگ بہت بے ادب ہیں۔ کہ ہر ایک اپنے آپ کو رسول کا درجہ دیتا ہے۔ اور ہر ایک اپنے آپ کو ایسا سمجھتا ہے کہ قرآن شریف اسی پر نازل ہوا۔ یہ بڑی گستاخی ہے کہ ایک چکڑالوی مولوی جو معنے قرآن کے کرے اس کو مانا جاتا ہے۔ اور قبول کیا جاتا ہے اور خدا کے رسول پر جو معنے نازل ہوئے ان کو نہیں دیکھا جاتا۔ خدا تعالےٰ نے تو انسان کو اس امر کا محتاج پیدا کیا ہے۔ کہ ان کے درمیان کوئی رسول۔ مامور۔ مجدد ہو۔ مگر یہ چاہتے ہیں کہ ان کا ہر ایک رسول ہے۔ اور اپنے آپ کو غنی اور غیر محتاج قرار دیتے ہیں۔ یہ سخت گناہ ہے۔ ایک بچہ محتاج ہے کہ وہ اپنے والدین وغیرہ سے تکلم سیکھے اور بولنے لگے۔ پھر استاد کے پاس بیٹھ کر سبق پڑھے۔ جا کے استاد خالی است۔ چکڑالوی لوگ دھوکہ دیتے ہیں۔ کہ کیا قرآن محتاج ہے۔ اے نادانو! تم بھی محتاج نہیں اور خدا کی ذات کی طرح بے محتاج ہو۔ قرآن تمہارا محتاج نہیں پر تم محتاج ہو کہ قرآن کو پڑھو۔ سمجھو سیکھو۔ جب تم دنیا کے معمولی کاموں کے واسطے استاد پکڑتے ہو تو قرآن شریف کے واسطے استاد کی ضرورت کیوں نہیں۔ کیا بچہ ماں کے پیٹ سے نکلتے ہی قرآن پڑھنے لگے گا۔ بہرحال معلم کی ضرورت ہے۔ جب مسجد کا ملاں ہمارا معلم ہو سکتا ہے تو کیا وہ نہیں ہو سکتا جس پر خود قرآن نازل ہوا ہے۔ دیکھو قانون سرکاری ہے۔ اس کے سمجھنے اور سمجھانے کے واسطے بھی آدمی مقرر ہیں۔ حالانکہ اس میں کوئی ایسے معارف اور حقائق نہیں جیسے کہ خدا کی پاک کتاب میں ہیں۔ یاد رکھو کہ سارے انوار نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں ہیں۔ جو لوگ آنحضرت کا اتباع نہیں کرتے وہ ان کو کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ بجز نور اتباع خدا کو بھی پہچاننا مشکل ہے۔ شیطان شیطان اسی واسطے ہے کہ اس کو نور اتباع حاصل نہیں۔ آنحضرت ۲۳ سال دنیا میں رہے۔ متقی کا فرض ہونا چاہیئے کہ وہ اس بات کو محبت کی نگاہ سے دیکھے کہ آنحضرت صلعم کا کیا طریق عمل تھا۔

توکل

فرمایا:۔ توکل کرنے والے اور خدا کی طرف جھکنے والے کبھی ضائع نہیں ہوتے۔ جو آدمی صرف اپنی کوششوں میں رہتا ہے۔ اس کو سوائے ذلت کے اور کیا حاصل ہو سکتا ہے۔ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہمیشہ سے سنت اللہ یہی چلی آئی ہے کہ جو لوگ دنیا کو چھوڑتے ہیں وہ اس کو پاتے ہیں۔ اور جو اس کے پیچھے دوڑتے ہیں وہ اس سے محروم رہتے ہیں۔ جو لوگ خدا تعالےٰ کے ساتھ تعلق نہیں رکھتے وہ چند روز اگر مکر و فریب سے کچھ حاصل بھی کر لیں۔ تو وہ لاحاصل ہے۔ کیونکہ آخر ان کو ناکامی دیکھنی پڑتی ہے۔ اسلام میں عمدہ لوگ وہی گذرے ہیں جنہوں نے دین کے مقابلہ میں دنیا کی کچھ پرواہ نہ کی۔ ہندوستان میں قطب الدین اور معین الدین خدا کے اولیا گذرے ہیں ان لوگوں نے پوشیدہ خدا کی عبادت کی۔ مگر خدا نے ان کی عزت کو ظاہر کر دیا۔ چند ٹیالہ میں ایک مرزادہ کو دیکھا کہ وہ اپنی زمین کے مقدمات کے واسطے غبار آلود ہوا کسی ڈپٹی کے پیچھے پھرتا تھا۔ میں حیران ہوا کہ اگر اس شخص میں سچی [illegible] تقویٰ ہوتی اور یہ خدا پر

[illegible]

بزم احمد کی ایک اور شمع بجھ گئی

حضرت سید عزیز الرحمٰن صاحب بریلوی رضی اللہ تعالٰے عنہ

احباب نے یہ خبر اخبار میں پڑھی ہوگی۔ کہ سید عزیز الرحمٰن مرحوم مہاجر بریلوی ۷ر جولائی سنہ ۱۹۳۶ء بروز جمعۃ المبارک ایک لمبی علالت کے بعد اپنے مولا حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

سنہ ۱۹۰۱ء یا سنہ ۱۹۰۲ء میں سید صاحب کے ذریعہ بریلی میں احمدیت پہنچی۔ چونکہ میرا وطن بھی بریلی ہے۔ اس لئے میرے دل میں خواہش ہوئی کہ ان سب سے پہلے مجاہد بریلی کے حالات جو وقتاً فوقتاً میں نے ان کی زبان مبارک سے سنے اپنے الفاظ میں قارئین کرام کی خدمت میں پیش کر دوں۔ (حبیب احمد بریلوی سابق کاتب الحکم)

سید صاحب کپور تھلہ میں ملازم تھے۔ وہاں حضرت منشی اروڑے خاں صاحب اور حضرت محمد خاں صاحب رضی اللہ تعالٰے عنہم کے ذریعہ سنہ ۱۸۹۰ء میں احمدی ہوئے۔ جب پہلی بار دارالامان آئے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مل کر بہت خوش ہوئے۔ چلتے وقت کچھ ہراساں ہونے لگے۔ دوستوں نے اس کا سبب دریافت کیا۔

فرمایا مجھے بیوی کے چھوٹنے کا تو غم نہیں۔ میری ایک بچی ہے وہ مجھ سے چھڑا لی جائیگی۔ اس غم اور فکر میں جب گھر پہنچے تو ان کی بچی (عائشہ بیگم جو حضرت نیر صاحب قبلہ کی اہلیہ تھیں) دیوار کو مخاطب کر کے کہہ رہی تھیں "ابا کافر تھے مسلمان ہو گئے"۔

فرماتے تھے کہ یہی فقرہ ہے جو خدا تعالٰے کے فرشتوں نے اس معصومہ کی زبان پر جاری کئے تھے سنتے ہی میری تمام خلش اور کوفت جاتی رہی اور میری اہلیہ نے بچی کے الفاظ سن کر جاتے ہی مجھ سے کہا **میری بیعت کا بھی خط لکھدو۔**

ان کے والد بزرگوار نے ان کو احمدیت کی وجہ سے عاق کر دیا۔ اس درد کو لیکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے۔

فرمایا جب میں اندر حاضر ہوا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ٹہل ٹہل کر کچھ لکھ رہے تھے۔ مجھ سے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ میں چارپائی پر سرہانے کی طرف بیٹھ گیا۔ حضور کچھ دیر بعد تشریف لا کر پائنتی کی طرف بیٹھ گئے۔ میں ادب کے طور پر کھڑا ہو گیا۔ کہ حضور سرہانے بیٹھ جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ نہیں۔ میں تمہیں حکماً کہتا ہوں وہیں بیٹھ جاؤ۔ میں وہیں بیٹھ گیا۔ اور اپنے والد صاحب کا قصہ بیان کیا۔ کہ وہ حضور کو بہت برا بھلا کہتے ہیں۔ جو ناقابل برداشت ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ ان کو مجھے برا بھلا کہنے دو لیکن تم ان کی اطاعت کئے جاؤ۔

فرمایا۔ جب عبداللہ (سید عبداللہ صاحب کلرک سمال ٹاؤن کمیٹی قادیان) پیدا ہوا تو پوتے کی خوشی میں والد صاحب میرے پاس آئے۔ مجھے بیحد خوشی ہوئی۔ میں نے ان کو کہیں باہر نہ جانے دیا۔ اور ان کے آس پاس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں رکھ دیں۔ ابھی کچھ ہی دن گزرے تھے کہ والد صاحب کہنے لگے کہ میں قادیان جاتا ہوں میرے پاس ایک دونی ہے۔ میں پیدل ہی جاؤں گا۔

فرمایا۔ میں نے ہر چند کوشش کی کہ وہ بذریعہ ریل جائیں لیکن وہ نہ مانے اور پیدل ہی چل کھڑے ہوئے۔ اور دارالامان آ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پر بیعت فرمائی۔

سید صاحب فرماتے تھے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ایک عرب آیا۔ جب واپس جانے لگا تو اس نے عرض کیا کہ حضور! میں زبانی تبلیغ نہیں کر سکتا اس کے علاوہ کوئی تبلیغ کا ذریعہ بتائیے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم ہماری کتب لوگوں کے گھروں۔ دکانوں اور مساجد میں ڈالدو۔

سید صاحب فرماتے تھے مجھے اس دن سے یہ نسخہ ہاتھ آگیا اور اس ذریعہ سے میں نے **بریلی اور منصوری کو فتح کر لیا۔**

سنہ ۱۹۰۱ء یا سنہ ۱۹۰۲ء میں جب بریلی گئے تو دھڑلے سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب تقسیم کرنے لگے۔ جس سے مخالفت کا طوفان بے تمیزی اٹھ کھڑا ہوا۔

مولویوں نے ان کے نہ تھکنے والے عزم کو دیکھ کر فتویٰ شائع کر دیا کہ **احمدیوں سے اشارۃً اور کنایۃً بات کرنا ایسا ہے گویا اس نے اپنی ماں سے ستر ہزار مرتبہ زنا کیا۔** پھر اس پر بس نہ کرتے ہوئے **پانی۔ بھنگی** تک بند کرا دیا گیا۔ گھر پر اینٹیں برسائی گئیں۔

سید صاحب فرماتے تھے کہ میں نے گھر میں ایک بہت بڑا گڑھا کھود لیا تھا۔ ہم سب وہاں رفع حاجت کر لیا کرتے تھے۔ چھوٹے بچے جب پانی سے بیتاب ہو کر جب بلکتے تو میری آنکھوں میں آنسو آ جاتے میں صبر کرتا رات کو پانی لانے کی کوشش کرتا۔ لیکن مولویوں نے اپنے گرگے لگا رکھے تھے۔ جو سختی سے پہرہ دیتے۔ جب میں پانی لیکر چلتا تو میرے گھڑے کو پھوڑ ڈالتے۔ ہندو کہاری رکھی تو گائے کا گوشت کوئیں پر رکھ دیا۔

اللہ اللہ اسقدر صعوبتیں اور تکالیف کے باوجود اس مرد خدا کے پاؤں نے ذرا لغزش نہ کھائی اور نہایت ہمت اور استقلال سے اپنی دھن میں لگا رہا۔

سید صاحب فرماتے تھے۔ کہ میں ان شورہ پشت لوگوں کے درمیان چاقو سے پنسل بناتا ہوا جب شہر میں گزرتا تو جابجا ٹریکٹ پھینکتا جاتا۔

فرمایا۔ میں نے خدا کی قدرت، تائید و نصرت کے بہت سے نظارے دیکھے ہیں۔ ایک افسر نے جو مذہباً شیعہ تھا سید صاحب کے قتل کے لئے اوباشوں کو اکسایا۔ کہا ایک ہی تو آدمی ہے۔ اس کا مار ڈالنا کونسی بڑی بات ہے۔ جب وہ آپ کے قتل کے منصوبے کر رہا تھا۔ تو اللہ تعالٰے نے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھایا۔ اور ایک سپاہی کے ہاتھ سے اسی کو قتل کرا دیا

فرمایا۔ ہماری پنہاری (جس سے ہم اناج وغیرہ پسوایا کرتے تھے) کو لوگوں نے اسے روک دیا۔ وہ بھی ہمیں برا بھلا کہنے لگی۔ ابھی اس واقعہ کو چند ہی دن گزرے تھے میری بیوی چھت پر چڑھی تو دیکھا کہ اس کا مکان جل کر خاکستر ہو گیا ہے۔

فرمایا۔ مولوی صاحبان میری ڈاک مجھ تک نہ پہنچنے دیتے تھے۔ جو ڈاک مجھے قادیان کی جاتی چٹھی رساں وہ مولویوں کو پہنچا دیتا۔ خدا کی شان اس کے حلق میں ایک چھالا نکلا اور تڑپ تڑپ کر مر گیا۔

فرمایا۔ حضرت صوفی تصور حسین صاحب رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں نازیبا الفاظ کہتے۔ ایک دفعہ وہ چاول خرید کر گھر لے جا رہے تھے۔ راستہ میں سستانے کے لیے میری دکان پر ٹھہرے۔ میز پر خطبہ الہامیہ رکھا ہوا تھا۔ اٹھا کر پڑھنے لگے۔ قریباً چار گھنٹے تک پڑھتے رہے آخر میں ان کے منہ سے "اللہ اکبر" نکلا۔ میں نے دل میں کہا کہ یہ تو احمدیت کا شکار ہو گئے۔ پھر خدا کے فضل سے وہ احمدی ہوئے۔ ان پر بھی مخالفت کے پہاڑ ٹوٹے۔ آخر حضرت صاحب کے حکم سے دارالامان ہجرت کر کے چلے آئے۔

سید صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایک والہانہ عشق رکھتے تھے۔ کسی مخالفت سے نہیں دبتے اور نہ اس کے زور و اثر سے مرعوب ہوتے تھے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لیے بڑی غیرت رکھتے تھے۔ اگر سید صاحب کو بریلی کی جماعت احمدیہ کا آدم کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ ان کی تخم ریزی نے آج ایک جماعت پیدا کر دی۔

ایک وہ زمانہ تھا کہ یہ تن تنہا بے یار و مددگار اغیار کے نرغے میں گھرے ہوئے تھے۔ چلنا پھرنا۔ اٹھنا بیٹھنا مشکل تھا۔ لیکن آج خدا تعالیٰ نے وہاں ایک مخلصین کی جماعت پیدا کر دی۔ اور اس نے اس سنگلاخ زمین میں جہاں معصوم اور ننھے بچوں کو صرف احمدیت کی وجہ سے پانی کے لیے ترسایا جاتا تھا۔ اور طرح طرح کی تکالیف دی جاتی تھیں۔ ایک احمدیہ مسجد بھی بنا لی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

سید صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب اور ٹریکٹ کی تقسیم کا شوق جنوں کی حد تک پہنچ گیا تھا۔ جب آپ منصوری گئے وہاں بھی یہ شغل جاری رکھا۔ ایک دفعہ سید عبدالمجید صاحب سید صاحب پر بہت برہم ہوئے سید صاحب سے کہا کہ مجھے یہ طریق پسند نہیں میری دوکان پر آئندہ کوئی ٹریکٹ نہ دینا۔ لیکن یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب اور ٹریکٹ دینے سے نہ چوکے۔ برابر پہنچاتے رہے۔ آخر چند دنوں میں خدا تعالیٰ نے ان کی کوشش کو نوازا۔ ان کی تبلیغ کے ثمر بار آور ہونے لگے۔

سید عبدالمجید صاحب کے دل کو خدا نے کھول دیا۔ اور اپنی طرف کھینچی۔ اور ان کو اور ان کے برادران کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قبول کرنے کی توفیق ملی محمد یحییٰ صاحب تاجر کتب قادیان بھی انہیں کی تبلیغ کے ثمر ہیں۔

سید صاحب ۱۹۰[illegible]ء میں دارالامان ہجرت کر کے آگئے۔ بلکہ دیار محبوب پر دھونی رما کر بیٹھ گئے۔ اور پھر کہیں نہ گئے۔ آخر عمر میں رعشہ پیدا ہو گیا۔ اور ایک عرصہ سے صاحب فراش ہو گئے تھے۔ لیکن اس حالت میں بھی جب کہیں سے دام مل جاتے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب اور ٹریکٹ خرید فرماتے اور لوگوں کو دیتے کہ باہر جا کر تقسیم کر دینا۔ چونکہ بریلی ان کا وطن تھا اس لیے اس سے خاص محبت تھی جس قدر بھی ان کو پتے معلوم ہو سکتے ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور ٹریکٹ ٹکٹ لگا کر بھیجدیتے۔ جب کوئی اس طرف سے آتا تو باغ باغ ہو جاتے۔ پھر شمار کرتے کہ دارالامان میں بریلی کے اتنے آدمی ہوئے۔

سید صاحب ایک عرصہ سے چلنے پھرنے سے معذور تھے۔ ان کے دل میں ایک تڑپ۔ ایک تمنا اور ایک ہی خواہش تھی کہ کسی طرح امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شرف قدمبوسی حاصل ہوتی۔ کسی نے حضور سے ان کی خواہش کا ذکر کر دیا۔

ایک دن حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنفسہٖ نفیس سید صاحب کے یہاں تشریف لائے۔

سید صاحب خوشی سے پھولے نہ سماتے ہفتوں حضور کی اس ذرہ نوازی کو بیان فرماتے رہے۔ کبھی حضور کی ذرہ نوازی اور حسن و احسان کو بیان کرتے کرتے رو دیتے کبھی اپنے بخت بیدار پر خوش بھی ہوتے۔ ٭٭

٭٭ مرحوم سید صاحب کے تین لڑکے اور پانچ لڑکیاں ہیں۔ ایک لڑکا امریکہ میں ہے۔ الحاج مولوی عبدالرحیم صاحب نیرؔ۔ قاضی عبداللہ صاحب بی۔ اے۔ بی ٹی محمد یحییٰ خانصاحب رئیس شاہ آباد۔ اور ڈاکٹر عطر دین صاحب ان کے داماد ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر بے شمار برکتیں اور رحمتیں نازل کرے۔ آمین ثم آمین۔

آتا ہے یاد ہمکو گزرا ہوا زمانہ

از قاضی محمد یوسف امیر جماعت احمدیہ پشاور

آتا ہے یاد ہم کو گزرا ہوا زمانا
احمدؐ کا ہم میں ہونا وحیِ خدا کا آنا
وہ قادیاں کی بستی وہ تخت گاہ احمد
ماہِ دسمبر آنا دارالاماں کا جانا
وہ شہ نشین مسجد وہ شمع بزم احمد
پروانہ وار اس پر عشاق گرتے آنا
وہ پیارا پیارا چہرہ وہ اسکی پیاری باتیں
اور چشم و گوش دونوں کا اس سے حظ اٹھانا
وہ مسجد مبارک اور وہ امام صافی
وہ شوق دل سے اسکا قرأت ہمیں سنانا
وہ حضرت مبارک جو تھا شبیہ احمدؐ
وہ اس کا کم سنی میں کرنا ادا دوگانا
وہ اسوۂ شہادت عبداللطیف کابل
وہ اس کا راہ حق میں سب کچھ پہ کھیل جانا
وہ ظالموں کا اس پر بارانِ سنگ کرنا
وہ اسکی استقامت اسوقت پر دکھانا
احمدؐ نبی پہ اسکا جاں تک نثار کرنا
عہد وفا کا اس کا آخر تلک نبھانا
وہ نور الدین اعظمؓ وہ جانشین احمدؐ
وہ اس کا سوز دل سے قرآں ہمیں پڑھانا
وہ اس کے وعظ جلسے وہ اسکے پاک لیکچر
وہ اس کا آپ بیتی ہر وقفہ سنانا
وہ اس کے پند وحدت اور اتحاد قومی
وہ اس کا تفرقہ کو ہر طرز سے ہٹانا
وہ سرکشوں کا اسکا حکمت سے تاڑ لینا
وہ ان کی سرکشی کو ہر رنگ سے دبانا
وہ اسکی چشم پوشی وہ اس کی دور بینی
کمزوریوں پہ ہم کو حکمت سے کوس جانا
والد سے بڑھ کے ناصح مادر سے زیادہ مشفق
استاد بن کے ان کا انساں ہمیں بنانا
انساں ہمیں بنانا مولیٰ کی راہ دکھانا
احمدؐ کی پیروی میں قرآن پر چلانا
وہ صوفی مصفی حامد سیالکوٹی!
وہ درد دل سے اسکا اشعار اپنے گانا
وہ آنے والا احمدؐ اور اس کے ساتھ والے
یہ ہیں جو چل دیئے ہیں باقی کو اب ہے جانا
جو آج دیکھتے ہو کل وہ بھی بچھڑے ہونگے
باقی رہے گا ان سے پیچھے فقط فسانا
پہلے تو چل دیے ہیں پچھلے ہیں جانے والے
بلبل نے کل چمن میں گایا تھا یہ ترانا

یہ یادِ رفتگاں ہے یوسف نے جو سنایا
تم دردِ دل سے سن لو اوروں کو بھی سنانا

بقایا دار احباب اپنا اپنا بقایا صاف فرما کر دفتر کو شکریہ کا موقع دیں۔

(منیجر)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکتوبات دوسرے مسلمانوں کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکتوب نمبر اوّل

الحمد للہ والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد:۔

بخدمت مخدومی مکرمی اخویم محمد ولی اللہ صاحب!

بعد سلام مسنون گذارش آنکہ آپ کا عنایت نامہ مرقومہ ۱۱ ذیقعدہ جس کے لفافہ اس عاجز کا نام لکھا ہوا تھا۔ پہنچا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ سلطان احمد اس عاجز کے بیٹے نے آپ کی خدمت میں کوئی خط بھیجا تھا جس کی اس عاجز کو کوئی اطلاع نہیں ہے۔ مگر افسوس سے لکھتا ہوں۔ کہ اگر اس نے آپ کی طرف کسی چندہ کے بارہ میں لکھا ہے تو آپ کو ناحق تکلیف دی۔ وہ اس وقت یہاں قادیان میں موجود نہیں ہے۔ گورداسپور گیا ہوا ہے۔

مقصود مکتوب الدین النصیحة

بہر حال اب باعث تحریر ان چند سطور کا صرف برادرانہ نصیحت ہے۔ کہ الدین النصیحة اور تفصیل اس کی یہ ہے۔ کہ جیسا آپ کا خط پڑھنے سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ آپ اپنے امور میں وساوس پکڑ رہے ہیں۔ کہ جن پر سوء ظن مضر ایمان ہے۔ اور نعوذ باللہ رفتہ رفتہ سلب ایمان کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ ایک ادنیٰ امر دینی کے انکار سے ایمان ہاتھ سے جاتا رہتا ہے۔ پھر اس صورت میں ایمان کا کیا حال ہو کہ ایک بڑے اصول دینی کا انکار کیا جائے اور وہ اصول یہ ہے۔ کہ پہلی امتوں میں دین کے قائم رکھنے کے لئے خدا تعالےٰ کا یہ قاعدہ تھا۔ کہ ایک نبی کے بعد بروقت ضرورت دوسرا نبی آتا تھا۔ پھر جب حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں ظہور فرما ہوئے۔ اور خدا تعالیٰ نے اس نبی کریم کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا۔ تو بوجہ ختم نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دل میں یہ ہم و غم رہتا تھا۔ کہ مجھ سے پہلے دین کے قائم رکھنے کے لئے ہزارہا نبیوں کی ضرورت ہوئی۔ اور میرے بعد کوئی نبی نہیں جس سے روحانی طور پر تسلی حاصل ہو۔ اس حالت میں فسادات کا اندیشہ ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں بہت دعائیں کیں۔ تب خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بشارت دی اور وعدہ فرمایا کہ ہر صدی کے سر پر دین کی تجدید کے لئے مجدد پیدا ہوتا رہے گا۔ جس کے ہاتھ پر خدا تعالےٰ دین کی تجدید کرے گا۔ اور فرمایا:۔

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون

یعنی ہم آپ قرآن شریف کی حفاظت کریں گے اور اپنی طرف سے ایسے لوگوں کو بھیجتے رہیں گے کہ جو کمالات نبوت پاکر اور حق جل و علیٰ اور اس کے بندوں میں واسطہ بن کر راہ راست کی لوگوں کو ہدایت کریں گے۔ اور حدیث صحیح میں آچکا ہے کہ جو شخص اپنے وقت کے امام کو شناخت نہیں کرتا اس کی موت جاہلوں کی سی موت ہوگی اور حقانی معرفت اور حقیقی ایمان سے بے نصیب رہے گا۔ اب آپ ناواقف نہ ہوں آپ کے دونوں خطوں سے سخت بدگمانی کی بو آتی ہے جس حالت میں مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم نے اس ہر ایک صدی کے سر پر مجدد کے آنے کی خبر دی ہے۔ تو آپ قطعاً اس خبر کا انکار کر کے کس طرح بھاگ سکتے ہیں۔ یا کیونکر آپ اس بات کو چھپا سکتے ہیں۔ کہ بلاشبہ صدی کے سر پر ایک مجدد کا آنا ضروری ہے جب تک آپ کو اس بات کی اطلاع نہ دی جاتی کہ خبر کا فلاں کس مصداق ہے تب تک آپ کا یہ قول ہونا چاہیئے تھا۔ کہ ہم بلاشبہ ایمان لاتے ہیں۔ کہ برطبق پیشگوئی پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کوئی مجدد صدی کے سر پر پیدا ہوگیا ہے۔ جس کی ہم کو آج تک خبر نہیں۔ اور جب آپ کو ایک شخص نے اطلاع دے دی کہ وہ مجدد میں ہوں۔ اور بہت سے انوار و برکات ظاہر کرنے سے خدا تعالےٰ نے اس کی مجددیت ثابت کی۔ تو پھر آپ کو اگر کچھ شک تھا تو آپ جیفہ دنیا سے چند روز فراغت کر کے اس کی خدمت میں دوڑتے اور اس سے تسلی اور تشفی کر لیتے۔ اے عزیز دنیا روزے چند آخر کار با خداوند۔ تعالےٰ کی جناب میں کسی کا تکبر پیش نہیں جاتا۔ جیسے رسول کے انکار سے کفر لازم آتا ہے ایسا ہی امام وقت کے انکار سے اس قدر ضعیف ایمان ہو جاتا ہے۔ کہ آخر سلب ایمان تک نوبت پہونچتی ہے۔

علمی بحثیں اس جگہ پیش نہیں جاتیں۔ ایمان حقیقی اور یقین کامل وہ نعمت ہے۔ کہ بجز التزام کونوا مع الصادقین کبھی ہاتھ نہیں آتا۔ اور لاف و گزاف اس جناب میں پیش نہیں جاتی۔ اور اگر اس عاجز نے کسی مدد کے لئے کہا۔ تو برعایت ظاہر اسباب کہا۔ ورنہ یہ عاجز مخلوق کو ہیچ اور لاشئے سمجھتا ہے۔ وللہ خزائن السمٰوٰت والارض ولٰکن المنافقین لا یفقھون

خدا کرے کہ آپ ان خیالات سے توبہ کریں۔ کہ مرگ نزدیک ہے۔ اور اگر دل میں وساوس ہوں تو بکثرت ملاقات کریں۔ تا اگر خدا چاہے تو ایمان سلامت لے جائیں۔ فتوبوا ثم توبوا۔ ثم توبوا

والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔ وہ اشتہار بھیجے جاتے ہیں انکو غور سے پڑھیں۔ غلام احمد عفی عنہ

(دسمبر ۱۸۸۴ء)

مکتوب نمبر دوم

مخدومی مکرمی اخویم سلمہٗ۔ بعد سلام مسنون آں مخدوم کا دوبارہ عنایت نامہ پہنچا۔ اس عاجز کو اگرچہ بباعث علالت طبع طاقت تحریر جواب نہیں دے سکا۔ لیکن آں مخدوم کی تاکید دوبارہ کی وجہ سے بطور اجمال عرض کیا جاتا ہے۔

(۱) یہ عاجز شریعت اور طریقت دونوں میں مجدد ہے۔

(۲) تجدید کے یہ معنے ہیں۔ کہ جو عقائد حقہ میں فتور آگیا ہے۔ اور طرح طرح کے زوائد ان میں آگئے ہیں۔ یا جو اعمال صالحہ کے ادا کرنے میں جو سستی وقوع میں آگئی ہے یا جو وصول الی اللہ کے طریق اور قواعد محفوظ نہیں رہے۔ ان کو مجدداً تاکیداً بالاصل بیان کیا جائے۔ وقال اللہ تعالیٰ اعلموا ان اللہ یحیی الارض بعد موتھا۔

یعنی عادت اللہ اسی طرح جاری ہے۔ کہ جب دل مرجاتے ہیں۔ اور محبت اللہ دلوں سے ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔ اور ذوق و شوق اور حضور اور خضوع نمازوں میں نہیں رہتا۔ اور اکثر لوگ رُو بدنیا ہو جاتے ہیں۔ اور علماء میں نفسانیت اور فقراء میں عجب اور پست ہمتی اور انواع و اقسام کے بدعات پیدا ہو جاتی ہیں۔ تو ایسے زمانہ میں خدا تعالےٰ صاحب قوت قدسیہ کو پیدا کرتا ہے۔ اور وہ حجت اللہ ہوتا ہے۔ اور بہتوں کے دلوں کو خدا تعالےٰ کی طرف کھینچتا ہے اور بہتوں پر اتمام حجت کرتا ہے۔ یہ وسوسہ بالکل نکما ہے۔ کہ قرآن شریف و احادیث موجود ہیں پھر مجدد کی کیا ضرورت ہے۔ یہ انہیں لوگوں کے خیالات ہیں جنہوں نے کبھی غمخواری سے اپنے ایمان کی طرف نظر نہیں کی۔ اپنی حالت اسلامیہ کو نہیں جانچا۔ اپنے یقین کا اندازہ معلوم نہیں کیا بلکہ اتفاقی مسلمانوں کے گھر پیدا ہو گئے۔ اور پھر رسم اور عادت کے طور پر لا الہ الا اللہ کہتے رہے۔ حقیقی یقین اور ایمان بجز صحبت صادقین میسر نہیں آتا۔ قرآن شریف تو اس وقت بھی ہوگا جب قیامت آئے گی۔ مگر وہ صدیق لوگ نہیں ہونگے کہ جو قرآن شریف کو سمجھتے تھے۔ اور اپنی قوت قدسی سے مستعدین پر اس کا اثر ڈالتے تھے۔ ولا یمسہ الا المطھرون پس قیامت کے وجود کا مانع صرف صدیقوں کا وجود ہے۔ قرآن شریف خدا کی روحانی کتاب ہے۔ اور صدیقوں کا وجود خدا کی ایک مجسم کتاب ہے۔ جب تک یہ دونوں نہ ملیں انوار ایمانی ظاہر نہیں ہوتے۔ فتدبروا وتفکروا۔

(۳) اس کا جواب جواب دوم میں آگیا ہے

(۴) اوّل قرآن شریف مجدد کی ضرورت

بتلاتا ہے۔ جیسے میں نے ابھی بیان کیا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ اعلموا ان اللہ یحیی الارض بعد موتھا۔ وقال اللہ تعالیٰ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ اور ایسا ہی حدیث نبوی بھی مجدد کی ضرورت بتلاتی ہے۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عزوجل یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا رواہ ابوداؤد۔ اور اجماع سنت جماعت بھی اسی پر ہے۔ کیونکہ کوئی ایسا مومن نہیں کہ جو حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روگردان ہو سکتا ہے۔ اور قیاس بھی اسی کو چاہتا ہے۔ کیونکہ جس حالت میں خدا تعالےٰ شریعت موسوی کی تجدید ہزارہا نبیوں کے ذریعہ سے کرتا رہا ہے۔ اور گو وہ صاحب کتاب نہ تھے مگر مجدد شریعت موسوی تھے۔ اور یہ امت خیر الامم ہے۔ قال اللہ تعالیٰ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس۔ پھر کیونکر ممکن ہے۔ کہ اس امت کو خدا تعالےٰ بالکل گوشۂ خاطر عاطر سے فراموش کر دے۔ اور باوجود صدہا خرابیوں کے کہ جو مسلمانوں کی حالت پر غالب ہو گئی ہیں اور اسلام پر بیرونی طور پر حملے ہو رہے ہیں نظر اٹھا کر نہ دیکھے۔ جو کچھ آجکل اسلام کی حالت ضعیف ہو رہی ہے کسی عاقل پر مخفی نہیں یعنی تعلیم یافتہ عقائد حقہ سے دست بردار ہوتے جاتے ہیں۔ پرانے مسلمانوں میں صرف یہودیوں کی طرح ظاہر پرستی یا قبر پرستی رہ گئی ہے ٹھیک ٹھیک موحد کتنے ہیں۔ کہاں ہیں۔ اور کدھر ہیں۔

(۵) آپ کا پانچواں سوال میں سمجھا نہیں۔ نہ مجھ سے پڑھا گیا۔

(۶) ہر یک صدی میں کوئی بڑا نامی مجدد پیدا ہونا ضروری نہیں۔ نامی گرامی مجدد صرف اسی صدی کے لئے پیدا ہوتا ہے کہ جس میں سخت ضلالت پھیلتی ہے۔ جیسے آجکل ہے۔

(۷) حضرت مجدد الف ثانی صاحب اپنی مکتوبات میں آپ ہی فرماتے ہیں۔ کہ جو لوگ میرے بعد آنے والے ہیں۔ جن پر حضرت احدیت کی خاص خاص عنایات ہیں۔ میں ان سے افضل نہیں ہوں اور نہ وہ میرے پیرو ہیں۔ سو یہ عاجز بیان کرتا ہے۔ نہ فخر کے طریق پر۔ بلکہ واقعی طور پر شکر النعمۃ اللہ کہ اس عاجز کو خدا تعالےٰ نے ان بہتوں پر فضیلت بخشی ہے۔ کہ جو حضرت مجدد صاحب سے بھی بہتر ہیں۔ اور مراتب اولیاء سے بڑھ کر نبیوں سے مشابہت دی ہے۔ سو یہ عاجز مجدد صاحب کا پیرو نہیں ہے۔ بلکہ براہ راست اپنے نبی کریم کا پیرو ہے۔ اور جیسا سمجھا گیا ہے۔ بدلی یقین سمجھتا ہے۔ کہ ان سے اور ایسا ہی ان بہتوں سے کہ جو گزر چکے ہیں افضل ہے۔ وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

(۸) خدا تعالےٰ کے کلام میں مجھ سے یہ محاورہ نہیں ہے۔ مجھ کو حضرت خداوند کریم محض اپنے فضل سے صدیق کے لفظ سے یاد کرتا ہے۔ اور نیز دوسرے ایسے لفظوں سے جن کے سننے کی آپ کو برداشت نہیں ہوگی۔ اور حضرت خداوند کریم نے مجھ کو اس خطاب سے معزز فرما کر انی فضلتک علی العالمین قل انی ارسلت الیکم جمیعاً یہ بات بخوبی کھول دی ہے۔ کہ اس ناکارہ کو تمام عالمین یعنی تمام زمین کے باشندوں پر فضیلت بخشی گئی ہے۔ پس سوال ہشتم کے جواب میں اسی قدر کافی ہے۔

(۹) اس ناکارہ کے والد مرحوم کا نام مرزا غلام مرتضےٰ تھا۔ وہی ہیں جو حکیم حاذق تھے۔ اور دنیوی وضع پر اس ملک کے گرد و نواح میں مشہور بھی تھے۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔ (۱۰ دسمبر ۱۸۸۲ء)

مکتوب نمبر سوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم جناب حاجی ولی اللہ صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ جو کچھ آنمخدوم نے لکھا ہے وہ بہت مناسب ہے۔ اس عاجز نے پہلے ہی سے یہ تجویز قرار دے رکھی ہے۔ کہ کتاب براہین احمدیہ بجز متن عبارت و دلائل معقولی اور کچھ درج نہ ہو اسی وجہ سے الہامات کے بارے میں یعنی پیشگوئیوں میں ہنوز وقوع میں نہیں آئیں ایک مستقل رسالہ لکھا گیا ہے۔ جس کا نام سراج منیر ہے۔ جن لوگوں کی ایسی باتوں سے طبیعت کچھ مناسبت نہیں رکھتی ہوگی وہ اس رسالہ کو پڑھیں گے۔ اور جن لوگوں کی طبیعت میں مناسبت نہیں ہوگی۔ ان کو دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوگا۔ سو وہ ملامت طبع اور تکدر خاطر سے محفوظ رہیں گی۔ اب حصہ پنجم کتاب کے چھپنے میں صرف یہ توقف ہے کہ رسالہ سراج منیر کہ طیار ہے۔ رسالہ سرمہ چشم آریہ کہ وہ بھی طیار اور مرتب ہے۔ اکونٹنٹ ڈیرہ غازیخاں سے پانسو روپیہ قرض لیکر کاغذ خریدا گیا ہے۔ اب تین چار روز تک یہ چھپنے شروع ہو جائیں گے شاید ان کی ایک ایک روپیہ قیمت ہوگی۔ اور قیمت وصول ہو کر حصہ پنجم کتاب کے لیے کام آئے گی رسالہ سرمہ چشم آریہ۔ آریوں اور نیچریوں کے رد میں لکھا گیا ہے۔ بنیاد اس رسالہ کی وہ بحث ہے جو ہوشیارپور کے مقام پر آریوں کے ساتھ ہوئی تھی۔ رسالہ سراج منیر شاید مقبول طبع مبارک نہ ہوگا۔ اس لئے اس کی نسبت لکھنا فضول ہے۔ لیکن رسالہ سرمہ چشم آریہ میں الہامات کا ذکر نہیں۔ الا ماشاء اللہ سوا گر آں مخدوم خالصاً للہ ثواب کی نیت سے اور محض خوشنودی باری جل شانہٗ کی غرض سے کی فروخت کرانے میں جدوجہد کریں۔ تو اس سلسلہ کی سعادتوں میں جس کی عظمت کا علم عالم الغیب کو معلوم ہے آپ بھی داخل ہو جائیں۔ اور آپ بفضلہ تعالےٰ اولوالعزم ہیں اگر متوجہ ہوں تو اس صورت میں کتاب کے لیے بآسانی مدد کرا سکتے ہیں۔ ہندو لوگ بھی اس رسالہ سے ناراض نہیں ہیں۔ کیونکہ آریہ سماج والوں سے ہندوؤں کی عداوت ہے۔ چنانچہ ہوشیارپور کی بحث میں ہندو لوگ باوجود اختلاف مذہب اس عاجز کے بیان پر خوش ہوتے تھے۔ اور آریوں کے بیان پر ناراض۔ ایک نسخہ رسالہ سرمہ چشم آریہ بعد چھپنے کے آپ کی خدمت میں بھیج دوں گا۔ آپ اس کو پڑھ کر اگر مناسب طبع اپنے کے پاویں تو اس میں کوشش کریں۔ لیکن رسالہ سراج منیر نہیں بھیجوں گا۔ کیونکہ الہامات کی نسبت کسی قدر طبع مبارک میں گرانی ہے۔ والسلام

خاکسار غلام احمد عفی عنہ

ان رسالوں کے چھپنے کے لیے جلدی اس غرض سے کی گئی ہے کہ تا حصہ پنجم کے لیے سرمایہ کافی جمع ہو جائے۔ (۲۱ مئی ۱۸۸۶ء)

ٹریفک نوٹس

پبلک کی اطلاع عام کے لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ ڈلہوزی کی میونسپل کمیٹی نے اپنے اجلاس منعقدہ ۲۶/۶ میں یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ موجودہ ٹریفک کے متعلق قوانین میں تبدیلی کی جائے۔ ترمیمات کے پوسٹر ڈلہوزی میونسپل حدود میں تمام میونسپل بورڈوں پر چسپاں کر دئے گئے ہیں۔ کوئی اعتراض یا ہدایت مجوزہ ترمیمات کے متعلق سینئر وائس پریزیڈنٹ میونسپل کمیٹی ڈلہوزی کو ۱۸؍ جولائی ۱۹۳۶ء سے ۳۰؍ دن کے اندر اندر بھیجی جا سکتی ہے۔

(بحکم (دستخط) سکرٹری) (میونسپل آفس ڈلہوزی)

تحریک دعا

عزیزان مظفر احمد و سعید احمد سلمہم اللہ تعالےٰ کا امتحان لنڈن میں وسط جولائی سے شروع ہے۔ اور غالباً وسط اگست تک جاری رہے گا۔ احباب سے درخواست ہے کہ ان بچوں کے لئے خاص طور پر دعا فرماویں۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کا حافظ و ناصر ہو۔ اور انہیں ہر جہت سے مظفر و منصور کر کے کامیاب و بامراد واپس لائے۔ اور خادم دین بنائے۔ (آمین)

(مرزا عزیز احمد ای۔ اے۔ سی)
(گوجرانوالہ)

حضرت عمرؓ اور ایک بڑھیا

(از عبدالرحیم شبلی قادیان)

بھائیو! تمہیں معلوم ہے کہ حضرت عمرؓ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ تھے ان کے متعلق ایک کہانی مشہور ہے۔ جس سے کہ تمہیں معلوم ہوگا کہ حضرت عمرؓ کی شان کیا تھی

پرانے زمانے میں بادشاہ رات کو خود بھیس بدل کر شہر میں گشت کیا کرتے تھے۔ تاکہ رعیت کا حال معلوم کریں۔ اگر کسی کو کوئی تکلیف ہوتی تو وہ اسکو دور کرنے کی کوشش کرتے۔

اسی طرح ایک دن حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ شہر میں گشت کر رہے تھے۔ کہ آپ کو عباس راستے میں ملے۔ آپ نے ان کو بھی ساتھ لے لیا اور دونوں چلے۔

رات ٹھنڈی تھی تمام طرف ہُو کا عالم طاری تھا۔ آپ عربوں کے خیموں کے گرد پھر رہے تھے کہ آپ کو ایک خیمے سے رونے چیخنے کی آواز آئی۔ آپ ٹھیر گئے۔ اور خیمے کے ایک سوراخ سے جھانکا۔ اس میں ایک بڑھیا تھی۔ جس کے ارد گرد اس کے بچے واویلا کر رہے تھے۔ اور رو رہے تھے۔ عورت کے آگے ایک چولھا دھرا تھا۔ جس پر ایک ہنڈیا تھی۔ اس کے نیچے آگ روشن تھی۔ اور وہ اپنے بچوں کو کہہ رہی تھی "ٹھیرو ٹھیرو پیارے بچو۔ تھوڑا ٹھیرو۔ ابھی کھانا پک جاتا ہے تو کھانا"

حضرت عمرؓ باہر کھڑے رہے۔ کبھی وہ بڑھیا کو دیکھتے۔ اور کبھی بچوں کو۔ آپ دیر تک کھڑے رہے۔ جب بہت ہی عرصہ گزر گیا تو آپ کے ساتھی عباس نے کہا۔ اے امیر المومنین آپ کیوں ٹھیرے ہوئے ہیں۔ چلو چلیں۔ آپ نے جواب دیا۔ "اللہ کی قسم! میں یہاں سے ہرگز نہیں ٹلوں گا۔ جب تک کہ میں دیکھ نہ لوں کہ بچے کھانا کھا چکے ہیں۔ چپ سو گئے ہیں"

اس کہانی کا راوی (یعنی عباس) بیان کرتا ہے کہ ہم کو خطرہ ہوا کہ کہیں لوگ ہمیں جاسوس نہ سمجھ لیں۔ خیر وہ وہاں کھڑے رہے۔ لڑکے روتے چیختے رہے۔ اور عورت اپنا وہی مقالہ دہراتی رہی۔ کہ "ٹھیرو ٹھیرو پیارے بچو ابھی کھانا پک جاتا ہے تو کھانا"

آخر حضرت عمرؓ بمع عباس کے خیمے کے اندر چلے گئے۔ اور حضرت عمرؓ نے کہا۔ "خالہ جان سلام" اس عورت نے جواب دیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ "تیرے بچے کیوں روتے ہیں۔ تو جو ہنڈیا میں ہے ان کو کیوں نہیں دیتی"

اس نے جواب دیا۔ "بھلا وہاں کیا دھرا ہے وہ تو یونہی ایک بہلاوا ہے۔ تاکہ وہ رونے سے تنگ آجائیں اور اسی حال میں وہ سو جائیں"

حضرت عمرؓ نے آگے بڑھ کر دیکھا۔ تو اس ہنڈیا میں کنکر تھے۔ اور ان پر پانی ابل رہا تھا۔ آپ نے اس پر تعجب کیا اور پوچھا کہ تمہاری اس سے کیا مراد ہے۔ اس نے کہا کہ میں ان سے ان کو بہلا رہی ہوں۔ حتےٰ کہ ان پر نیند غالب آجائے گی اور وہ سو جائیں گے"

آپ نے پوچھا کہ تم ایسا کیوں کر رہی ہو؟

اس نے جواب دیا کہ میرا کوئی رشتہ دار نہیں نہ بھائی نہ بہن نہ شوہر اور نہ کوئی اور قریبی رشتہ دار

آپ نے فرمایا۔ کہ تم اس کی رپورٹ حضرت عمرؓ امیر المومنین سے کیوں نہیں کرتیں۔ وہ تمہارا وظیفہ مقرر کر دیں گے۔

اس نے کہا اللہ عمر جلد فوت ہو جائے۔ اور اس کے جھنڈوں کو جلد الٹا دے۔ خدا کی قسم اس نے مجھ پر ظلم کیا"

حضرت عمرؓ نے جب یہ سنا تو آپ ڈر گئے۔ اور اس سے پوچھا کہ "اے خالہ عمرؓ نے کیا ظلم تجھ پر کیا" اس نے جواب دیا۔ "اللہ کی قسم رعیت والے کا یہ فرض ہے کہ وہ رعیت کے حال کی تفتیش کرے۔ تاکہ جو اس کو میسر ہے۔ جیسے نادار ومفلس بہت بچوں والا اور بے مدد ملے۔ اس کا وہ خزانہ سے وظیفہ مقرر کر دے۔ اور اس کی سرپرستی کرے"

عمرؓ نے جواب دیا۔ "بھلا امیر المومنین کو تمہارے حال کا کیونکر پتہ ہو۔ کہ تم ایسی حالت میں ہو۔ تجھ پر فرض تھا کہ اس کے پاس جاتیں اور اسکو حال بتاتیں" اس نے کہا نہیں اللہ کی قسم یراعی کا فرض ہے کہ وہ رعیت کے پاس آئے۔ بعض وقت فقیر آدمی پر حیا غالب آجاتی ہے۔ وہ شرم کرتا ہے کہ کسی سے جا کر سوال کرے۔ عمرؓ پر فرض ہے کہ وہ رعیت کے پاس آئے اور اس کا حال معلوم کرے۔ اگر کوئی شریف راعی ایسا نہ کریگا تو وہ ظالم ٹھیرے گا۔ یہ اللہ کی سنت ہے"

حضرت عمرؓ نے جواب دیا۔ خالہ تم نے سچ کہا اچھا میں ابھی آتا ہوں"

یہ کہہ کر آپ بمع عباس کے باہر نکل آئے۔ رات کا ۱/۳ حصہ باقی رہ گیا تھا۔ حضرت عمرؓ اور عباس دونوں چلے۔ بستی کے کتے بھونک رہے تھے۔ آپ ان کو ہٹاتے ہوئے بیت المال تک پہونچے۔ اور اس کو کھولا۔ دونوں اندر داخل ہو گئے۔

آپ نے دائیں بائیں دیکھا۔ اور ایک آٹے کی بوری جو کہ تقریباً ۱۰۰ پونڈ (یعنی ایک من دس سیر) کی تھی کو دیکھ کر عباس کو حکم دیا کہ اس کو میری پیٹھ پر لاد دے۔ پھر عباس کو کہا کہ یہ گھی کا مٹکا اٹھا کر چل"

پھر وہ باہر نکلے۔ اور قفل لگا کر چلے۔ آٹا حضرت کی ڈاڑھی و پیشانی اور آنکھوں پر گر رہا تھا۔ آپ بوجھ سے تھک گئے تھے۔

(بھلا خیال تو کرو کہ ایک عرب کا بادشاہ اسلام کا بادشاہ۔ امیر المومنین۔ جس کے کئی نوکر ہونے چاہئیں۔ آٹے کی ایک بھاری بوری اٹھائے لئے جا رہا ہے)

عباس نے کہا۔ اے امیر المومنین ذرا گھی والی مٹکا سے بوری بدلا لیں"

آپ نے فرمایا۔ "نہیں اللہ کی قسم تو قیامت کے دن میرے گناہ اور ظلموں کو نہیں اٹھائیگا۔ اور اے عباس تو جان لے کہ لوہے کا پہاڑ اور اس کا بوجھ اٹھا لینا آسان ہے بہ نسبت ظلموں اور گناہوں سے جو خواہ بڑے ہوں یا چھوٹے۔ اور خصوصاً اس بڑھیا کا ظلم جو کہ اپنی اولاد کو کنکروں سے بہلاتی ہے۔ اے وہ شخص جس کے کئی ظلم ہیں۔ ہمارے ساتھ چل اور جلدی کر۔ اے عباس اس سے پہلے کہ تنگ آجائیں بچے رونے سے۔ اور وہ سو جائیں جس طرح کہ اس عورت نے کہا"

پس وہ چلے یہاں تک کہ وہ بوڑھیا کے خیمہ کے پاس پہنچ گئے۔ یہاں حضرت نے بوری اپنی پیٹھ سے اتاری اور گھی کا مٹکا اس کے آگے دھر دیا آپ آگے بڑھے۔ اور ہنڈیا میں گھی الٹا دیا۔ آگ بجھی جاتی تھی آپ نے بڑھیا سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس لکڑیاں ہیں"

اس نے کہا ہاں پیارے بچے" یہ کہہ دو لادیں لکڑیاں گیلی تھیں۔ آپ نے وہ چولھے میں رکھیں۔ اور ہنڈیا اس پر رکھدی۔ پھر آپ نے سر جھکایا اور پھونکیں مارنے لگے۔

عباس بیان کرتے ہیں کہ آپ کی ڈاڑھی زمین سے لگ لگ کر جھاڑو کا کام دے رہی تھی"

آگ جل پڑی۔ بھل بھل گیا۔ آپ نے اب تھوڑا تھوڑا آٹا ڈالنا شروع کیا۔ اور اس کو لکڑی سے ہلانے لگے۔ جب کھانا پک گیا تو بڑھیا سے آپ نے برتن طلب کیا۔ جو کہ آپ کو لا دیا گیا آپ نے کھانے کے برتن میں ڈالنا شروع کیا۔ اور اس کو پھونکوں سے ٹھنڈا کرنے لگے۔

پھر آپ نے لقمے بنائے اور ہر ایک بچہ کو کھلانے لگے۔ یہاں تک کہ سب سیر ہو گئے اور کھیلنے کودنے لگے۔ پھر ان پر نیند غالب آگئی اور وہ سب سو گئے۔

اب حضرت عمرؓ بڑھیا کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے کہا۔ میں حضرت عمرؓ کا قریبی ہوں میں انکو اس کے متعلق اطلاع دونگا۔ تم صبح محل میں آنا اس نے آپ کو دعائیں دیں۔ اور وعدہ کیا۔ حضرت عمرؓ و عباس آ گئے۔ راستہ میں حضرت عمرؓ عباس کو کہنے لگے "اے عباس اللہ کی قسم جب سے میں نے دیکھا کہ بڑھیا بچوں کو اس طرح بہلا رہی ہے۔ تو مجھے محسوس ہوا کہ پہاڑ ہل گئے ہیں۔ اور تمام میری پیٹھ پر ٹھیر گئے ہیں۔ یہاں تک کہ میں نے انکے لئے کھانا بنایا اور انکو کھلایا اور وہ کھیلنے لگے تب میں نے محسوس کیا کہ اب پہاڑ میری پیٹھ سے ٹوٹ.. گئے ہیں" حضرت عمرؓ محل میں پہونچ گئے۔ وہیں سو رہے۔ صبح بڑھیا آگئی۔ اور اس کے لئے اور اس کے بچوں کے لئے بیت المال سے وظیفہ مقرر کر دیا۔ جو مہینہ بمہینہ ان کو ملتا رہا*

یاد حبیب کو تازہ رکھنے کے لیے اسکے کلام و حالات کو پڑھیے

یاد حبیب کو تازہ رکھنے کے لیے اور کونوا مع الصادقین کے ارشاد پر عمل کرکے اس کے روحانی فوائد حاصل کرنے کے لیئے ایک عجیب نسخہ یہ بھی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات زندگی پڑھو ان حالات زندگی سے معلوم ہوگا کہ آپ کس خاندان میں پیدا ہوتے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت کن حالات میں ہوئی۔ اور آپکے مشاغل زندگی کیا تھے۔ خدا تعالیٰ سے اور اس کی مخلوق سے ان ایام میں تعلقات کس قسم کے تھے۔ آپ کی سوانح عمری کے دو حصے اس قسم کے مضامین پر مشتمل شائع ہو چکے ہیں۔ اور حیات النبی کے نام سے موسوم ہیں۔ قیمت فی جلد دو روپے آٹھ آنے (عہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شمائل و اخلاق

سوانح زندگی کے ساتھ جو چیز خدا تعالیٰ کے ماموروں کے ذریعہ حیرت انگیز تبدیلی انسانی قلوب میں کرتی ہے وہ ان کے اخلاقی معجزات ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ دنیا کے لئے نمونہ ہو کر آتے ہیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت اور آپ کے کریکٹر کی اعلیٰ شان کا علم حاصل کریں تو

سیرت مسیح موعود علیہ السلام

کا پڑھنا ضروری ہے۔ جو حال ہی میں شائع ہوئی ہے۔ یہ شمائل و اخلاق کی جلد کا پہلا حصہ ہے جس میں حضرت کے شمائل و عادات و معمولات آپ کے فلسفہ اخلاق کا امتیاز اور آپکے اخلاق فاضلہ کا بیان واقعات کی روشنی میں کیا گیا ہے۔ یہ کتاب دوستوں کو ارمغان دینے کے قابل ہے اور سعادت مند اور شریف الطبع تعلیم یافتہ جماعت کے افراد میں تبلیغ کا خدا چاہے تو بہترین ذریعہ ہو سکتی ہے —

قیمت حصہ اول عہ قیمت حصہ دوم عہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پرانی تحریریں:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ تحریریں جو آپ نے اپنی بعثت سے پہلے لکھی تھیں جمع کی جا رہی ہیں۔ ان میں ایک حصہ پہلے شائع ہوا اور باقی حصص اب ان شاء اللہ شائع ہوں گے۔ ان تحریروں میں بعض نہایت عجیب و غریب اور قیمتی جواہرات ہیں جن کو دنیا اب کسی قیمت پر بھی پیدا نہیں کر سکتی۔ مگر ایڈیٹر الحکم اپنی خوش قسمتی پہ نازاں ہے کہ:—

اس کے گھر میں یہ دولت موجود ہے

مگر اس نے یہ ارادہ کیا ہے کہ یہ دنیا کا حق ہے۔ اس کو دیدیا جانے اس لئے جلد سے جلد شائع کرنے کی کوشش کیجائیگی مگر اس کی اشاعت جماعت کے حوصلہ پر موقوف ہے۔ جب تک کم از کم ایک ہزار درخواست نہ ہو میں شائع نہیں کروں گا۔ انہیں جواہرات میں سے ایک

قرآنی طاقتوں کا جلوہ گاہ ہے

اور ایک پادری مورین اور سراج الدین عیسائی کی خط و کتابت محاکمہ ہے۔ ان میں سے ہر ایک کی قیمت فی جلد ڈیڑھ روپیہ ہوگی۔ احباب درخواستیں بھیجیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکتوبات اپنے دوستوں کے نام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکتوبات کی پانچویں جلد اب شائع ہو چکی ہے اس میں حضور کے وہ مکتوبات ہیں جو آپنے اپنے مخلص احباب اور خدام کو لکھے:—

پہلے نمبر حضرت شیخ عبدالرحمان صاحب مدراسی رضی اللہ عنہ کے نام مکتوب ہیں اور **دوسرے نمبر** میں حضرت حکیم الامۃ رضی اللہ عنہ کے نام مکتوبات ہیں۔ **تیسرے نمبر** میں چودھری رستم علی صاحب رضی اللہ عنہ کے نام مکتوب ہیں اور **چوتھے نمبر** میں حضرت نواب محمد علی خان صاحب سلمہ اللہ کے نام مکتوب ہیں۔ اس سلسلہ کے ہر ایک نمبر کی قیمت صرف ایک روپیہ ہوگی۔ لیکن جب خریداروں کی تعداد ایک ہزار پہنچ جائے گی تو قیمت نصف کر دی جائے گی۔

حیات احمد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سوانح حیات کو خاکسار شائع کر رہا ہے۔ اس سلسلہ میں حضور کی چوبیس سالہ زندگی کے دور یعنی ۱۸۷۹ء سے ۱۸۸۹ء تک کے حالات شائع ہو رہے ہیں۔ چونکہ تالیف ضخیم ہوگی اس لئے تھوڑے تھوڑے صفحہ کے حصص میں شائع ہو رہی ہے جس کا پہلا نمبر شائع ہو گیا تھا اب دوسرا نمبر جس میں ۱۸۸۳ء تک کے حالات ہیں شائع ہو گیا ہے۔ حسب معمول اس کی بھی قیمت ایک روپیہ ہے۔ اگر احباب چاہتے ہیں کہ جلد یہ تالیف مکمل ہو تو اس کے لئے کم از کم پانچسو ایسے خریدار زیادہ ہو جاویں جو چھپنے پر فوراً خرید لیا کریں

مشاہدات عرفانی

یعنی

ایڈیٹر الحکم کا سفرنامہ یورپ و بلاد اسلامیہ

مصنف نے کامل دو سال تک یورپ و بلاد اسلامیہ کی سیاحت کے بعد اپنے مشاہدات کو کتابی شکل میں شائع کرنا شروع کیا ہے۔ یہ سفرنامہ چار جلدوں میں مکمل ہوگا۔ پہلی جلد شائع ہو چکی ہے۔

یہ سفرنامہ بالکل نئی طرز کا لکھا گیا ہے۔ نکتہ رس اور غور کن دماغ سے کام لے کر ان ملکوں میں آنکھ کے مشاہدات کے لئے چھوڑا ہے

اس سفرنامہ کے پڑھنے سے ملکی اور قومی ترقی کے سربستہ اسرار اور قوموں کے عروج و زوال کا پتہ لگے گا کہ قعر مذلت سے نکل کر بام رفعت تک کیوں کر پہنچ سکتے ہیں۔ اس کا جواب ہو گا۔

ہر مقام اور شہر میں جہاں مصنف گیا ہے معمولی نظر سے نہیں بلکہ شوق افزا صورت میں واقعات تاریخ کی روشنی میں لکھے گئے ہیں۔

مسلمانوں میں قومی زندگی اور ملی روح کے نشوونما کے لئے اس سفرنامہ کو ضرور پڑھنا چاہیئے

قیمت فی جلد دو روپے آٹھ آنے علاوہ محصولڈاک
بہت تھوڑی جلدیں شائع ہوئی ہیں احباب جلد منگالیں

فرمایا

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے

"یہ کتاب ہر احمدی کے پاس ہونی چاہیئے اور کون احمدی ہے جو اس کی خواہش نہ رکھتا ہو"

"اگر شیخ صاحب کی زندگی میں یہ کام نہ ہو تو پھر

دس کروڑ روپیہ

خرچ کرکے بھی اس کو پورا نہ کر سکیں گے" آپنے جماعت کو متوجہ کرتے ہوئے فرمایا:-

وہ اس سٹاک کو جو موجود ہے خرید لیں

تاکہ

کام برابر جاری رہ سکے"

ح

ملنے کا پتہ

الحکم بکڈپو قادیان پنجاب

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپکر دفتر اخبار الحکم واقع الحکم سٹریٹ تراب منزل قادیان سے شائع ہوا)